رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط

۸۱ بخدمت جناب سید میر محمد اسحاق صاحب
ناظر ضیافت - دارالانوار
قادیان
Qadian

فاروق

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی ا

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

شرح چندہ پیشگی
سرپرستان ۔ معاونین ۔ عام ۔ طلباء ۔ ششماہی
عـہ۱۰/ ے۶/ صـہ۵/ للعـہ۴/ عـہ۲/
انڈیا سے باہر سات روپے

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ر جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۱ر اگست ۱۹۳۸ء | نمبر ۳۱

اطلاع ۔ اس ہفتہ خطبہ جمعہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ الفضل میں شائع نہیں ہوا۔ اس کے انتظار میں اخبار لیٹ ہو کر نکلا ہے۔
پھر پریس کی پلیٹ ٹوٹ گئی کاپی دوبارہ لکھوانی پڑی تین دن اس میں صرف ہو گئے (مینیجر)

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت ایام زیر اشاعت میں ۱۵/۱۶ اگست کو ملیریا کی شکایت رہی۔ ۱۷ر اگست کو طبیعت اچھی رہی۔ ۱۸ر اگست کو زکام اور گلے میں خراش سے تکلیف ہوگئی۔ ۲۱ر اگست کو سر درد بخار رہا دعا سے صحت کیجائے

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی اس ہفتہ بھی بدستور علیل ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔

(۳) **درس** ۔ نظارت تعلیم و تربیت کے زیر اہتمام ۱۵ر اگست سے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے صرف و نحو کا اور مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری نے قرآن مجید کا درس مسجد اقصیٰ میں دینا شروع کر دیا ہے۔ جس میں بعض بیرونی اصحاب بھی شامل ہو کر مستفید ہو رہے ہیں۔

(۴) **درخواست دعا** ۔ میاں رحمت خاں صاحب کندیاں سے احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ انکی دینی و دنیاوی ترقی کے لئے احباب دردِ دل سے دعا کر کے ایک بھائی کی امداد کا ثواب حاصل کریں۔ خدا ان کی مالی تنگی دور کرے۔ آمین۔

مطالبات تحریک جدید
کی
یاد دہانی

(۱)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے بموجب حضور کے خطبات جمعہ و دیگر تقریروں سے جس قدر امور تحریک جدید کے متعلق معلوم ہوئے ہیں۔ ان کو "مطالبات تحریک جدید" مرتبہ انور صاحب انچارج تحریک جدید سے فاروق میں باقساط شائع کیا جاتا ہے۔ تاکہ احباب ہمیشہ ان کو مدنظر رکھ کر پورے طور پر ان پر عمل کریں۔ کیونکہ حضرت ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

> "میرے دل میں اللہ تعالےٰ نے یہ خیال ڈالا۔ کہ تحریک جدید کے متعلق جو امور میں نے بیان کئے ہیں۔ وہ جماعت کے سامنے اس وقت تک کہ مشیت الٰہی ہمیں کامیاب کر دے۔ ہر چھٹے ماہ دوہرائے جانے چاہئیں"۔

پہلا مطالبہ سادہ زندگی
ایک سالن

جن کے کھانوں میں تنوع پایا جاتا ہے۔ ایسے لوگ مالی یا جانی کسی قسم کی قربانی نہیں کر سکتے۔ جب تک اپنے حالات میں تبدیلی پیدا نہ کریں۔ کھانے میں سادگی پیدا کی جائے۔ ایک سے زیادہ سالن نہ استعمال کیا جائے۔ ہر احمدی جو اس جنگ میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہے۔ یہ اقرار کرے۔ کہ وہ آج سے صرف ایک سالن استعمال کرے گا۔ روٹی اور سالن یا چاول اور سالن دو چیزیں نہیں۔ بلکہ دونوں مل کر ایک ہوں گے۔ لیکن روٹی کے ساتھ دو سالنوں یا چاولوں کے ساتھ دو سالنوں کی اجازت نہ ہوگی۔ معمولی گھروں میں بھی عورتیں تھوڑی تھوڑی مقدار میں ایک سے زیادہ چیزیں چسکہ کے طور پر تیار کر لیتی ہیں۔ اس عہد میں آنے والے لوگوں کے لئے اسکی بھی اجازت نہیں ہوگی۔

ایک مدت سے میری خواہش تھی۔ کہ جماعت کو اس روش پر چلاؤں۔ جو صحابہ رضہ کی تھی۔ اور ان کو سادہ زندگی کی عادت ڈالوں۔ مغربی تمدن کے اثرات اور ایشیائی تمدن کے گندے اثرات سے بھی ان کو علیحدہ رکھوں۔ مگر کوئی صورت ایسی نہ نکلتی تھی۔ کبھی میں یہ سکیم بناتا تھا۔ کہ ایک بورڈنگ بناؤں۔ کبھی انصار اللہ قائم کرنے کی تجویز کرتا تھا۔ مگر ان میں سے کوئی تجویز دل کو نہ لگتی تھی۔ تب اللہ تعالےٰ نے جماعت کو ایسا دھکا لگایا۔ کہ میں نے سمجھا۔ اس وقت میں جو کچھ کہوں گا سب مان لیں گے۔

پس یہ اللہ تعالےٰ نے اس مخالفت سے ہمیں کتنا بڑا فائدہ پہنچایا ہے۔ کہ مغربی اثرات بلکہ ان مشرقی اثرات سے بھی جو مسلمانوں کی کمزوری کے زمانہ میں ان کے اندر پیدا ہو گئے تھے۔ ہمیں بچا لیا۔ ... اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک راستہ بتا دیا ہے۔ جسے ہم بیس سال میں معلوم نہ کر سکے۔ وہ ایک دم بتا دیا"۔[1]

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ خوف و خطر کا زمانہ تھا۔ اس وقت جو آپ نے مسلمانوں کو احکام دیئے تھے۔ ہم ان سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کا اپنا طریق بھی

---

[1] خطبہ جمعہ ۷ر اپریل ۳۶ء الفضل جلد ۲۳ نمبر ۱۸۱

یہ تھا۔ اور ہدایت بھی آپؐ نے یہ کر رکھی تھی۔ کہ ایک سے زیادہ سالن استعمال نہ کئے جائیں۔ اور اس پر اتنا زور دیتے تھے۔ کہ بعض صحابہؓ نے اس میں غلو کر لیا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے سامنے سرکہ اور نمک رکھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ دو کھانے کیوں رکھے گئے ہیں۔ جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کھانے کا حکم دیا ہے۔ آپ سے کہا گیا۔ کہ یہ دو نہیں۔ بلکہ دونوں مل کر ایک سالن ہوتا ہے۔ مگر آپ نے کہا۔ نہیں یہ دو ہیں۔ اگرچہ آپ کا یہ فعل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے جذبہ کی وجہ سے غلو کا پہلو رکھتا ہؤا معلوم ہوتا ہے۔ غالباً رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ منشاء نہ تھا۔ مگر اس مثال سے یہ پتہ ضرور چلتا ہے۔ کہ آپؐ نے یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کو سادگی کی ضرورت ہے۔ اسکی اس قدر تاکید کی تھی۔ میں حضرت عمرؓ والا مطالبہ تو نہیں کرتا۔ اور یہ نہیں کہتا۔ کہ نمک ایک سالن ہے اور سرکہ دوسرا۔"[1]

بنگال اور بہار کے علاقوں کی پتلی دال

"بعض ملکوں میں جیسے بنگال اور بہار کے علاقے ہیں۔ چاولوں کے ساتھ ایک پتلی دال پکاتے ہیں۔ جسکی غرض محض چاولوں کو گیلا کرنا ہوتی ہے۔ اسکی اجازت میں پچھلے دور میں دے چکا ہوں۔ اور اس دور میں پھر اسکو دہرا دیتا ہوں۔ کہ جن علاقوں میں یہ رواج ہے۔ کہ تھوڑا سا خشک سالن وہ چاولوں کے ساتھ استعمال کرنے کے لئے الگ پکاتے ہیں۔ اور ایک پتلی دال جو بالکل پانی کی طرح ہوتی ہے۔ الگ پکاتے ہیں۔ تاکہ چاول گیلے ہو کر آسانی سے ہضم ہو سکیں۔ ان میں پتلی دال استعمال کرنے کی اجازت ہے.... مگر یہ شرط ہے۔ کہ دال پتلی دال تک ہی محدود ہو۔ اگر اس دال کو خود ایسا گاڑھا اور مرغن بنا لیا جائے۔ کہ وہ سالن کا کام دے سکے۔ تو پھر اسکی اجازت نہیں"۔

اچار اور چٹنی

"اچار اور چٹنی اگر سادہ ہو۔ اور بطور مصالحہ یا ہاضوم کے اسے استعمال کیا جائے۔ تو کھانے کے ساتھ اس کا استعمال جائز ہے۔ لیکن بعض ملکوں میں چٹنی بھی سالن کا قائم مقام سمجھی جاتی ہے پس جب چٹنی میں بھی تکلف کی کوئی صورت ہو۔ اور سالن کے قائم مقام سمجھی جا سکے۔ تو پھر اس کے استعمال میں بھی احتیاط کرنی چاہیئے۔

ناشتہ

چونکہ چائے پینے کی چیز ہے۔ اسے کھانے میں شمار نہ کیا جائیگا۔ ہاں اس کے ساتھ جو چیز کھائی جائے۔ اس کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ ایک ہی ہو۔ یعنی روٹی اور کوئی سالن یا بھجیا وغیرہ۔

میٹھا

ایک اجازت میں دیتا ہوں۔ بعض لوگ عادی ہوتے ہیں۔ کہ کھانے کے ساتھ میٹھا ضرور کھائیں۔ بلکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو اگر میٹھا نہ کھائیں۔ تو نفخ ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے اجازت ہے۔ کہ ایک سالن کے ساتھ ایک میٹھا بھی تیار کر لیں۔ مگر ایسے لوگ شاذ ہوتے ہیں۔ شاید ہزار میں سے ایک۔ انگریزوں میں تو اس کا رواج ہی ہے۔ مگر ہندوستان میں عام طور پر نہیں۔

کبھی کبھی میٹھی چیز

اسی طرح جو لوگ کبھی کبھار کھانے کے ساتھ کوئی میٹھی چیز تیار کر لیں۔ ان کے لئے بھی جائز ہوگا۔ مگر میٹھی شئے بھی ایک ہی ہو۔ نیز اس اجازت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ یعنی یہ کہ میٹھے کی خلاف عادت بھرمار نہ کی جائے۔ مہمان بھی اگر جماعت کا ہو۔ تو اسے بھی چاہیئے۔ کہ میزبان کو مجبور نہ کرے۔ کہ ایک سے زیادہ سالن اس کے ساتھ مل کر کھائے۔ ہر احمدی اس بات کا پابند نہیں۔ بلکہ اسکی پابندی صرف ان لوگوں کے لئے ہوگی۔ جو اپنے نام مجھے بتادیں۔ اور ان سے میں امید رکھوں گا کہ اسکی پابندی کریں۔ ...... یہ مطلب نہیں۔ کہ جنہیں روزانہ میٹھا کھانے کی عادت نہیں۔ وہ سالن تو ایک کردیں۔ لیکن میٹھا زائد کردیں... مگر یہ یاد رکھیں۔ کہ تکلف نہ ہو۔ ایک کھانے میں بھی انسان تکلف کر سکتا ہے۔

پھل وغیرہ

پھلوں وغیرہ کے متعلق میں نے کہا تھا۔ کہ چونکہ صحت کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے کلّی طور پر ان کی ممانعت نہیں کرتا۔ مگر حتی الوسع کم استعمال کئے جائیں۔ بہت سی چیزیں ایسی ہیں۔ جو ہم نے یونہی اپنے ساتھ لگا رکھی ہیں۔

مہمان

سوائے اس صورت کے کہ کوئی دعوت ہو۔ یا مہمان گھر پر آئے۔ اس کے احترام کے لئے اگر ایک سے زائد کھانے تیار کئے جائیں تو یہ جائز ہوگا۔ مگر مہمان کا قیام لمبا ہو۔ تو اس صورت میں اہل خانہ خود ایک ہی کھانے پر اکتفا کرنے کی کوشش کریں۔ یا سوائے اس کے کہ اس شخص کی کہیں دعوت ہو۔ اور صاحب خانہ ایک سے زیادہ کھانوں پر اصرار کرے۔ یا سوائے اس کے کہ اس کے گھر پر کوئی چیز بطور تحفہ آجائے۔ یا مثلاً ایک وقت کا کھانا تھوڑی مقدار میں بچ کر دوسرے وقت کے کھانے کے ساتھ استعمال کر لیا جائے۔

دوسرا استثناء جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ دعوتوں کے موقعہ پر میں نے پہلے یہ شرط رکھی تھی۔ کہ اگر اپنا ہی کوئی احمدی دوست مہمان ہو۔ تو دسترخوان پر میزبان صرف ایک ہی کھانا کھائے۔ لیکن اگر کوئی غیر مہمان ہو۔ تو اس کے ساتھ ایک سے زائد کھانے کھا سکتا ہے۔ اس کے متعلق بعض دوستوں نے شکایت کی ہے۔ کہ یہ پابندی بہت مشکلات پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ جب مہمان دو کھانے کھا رہا ہو۔ اور ہم صرف ایک ہی کھانا کھائیں۔ تو یہ امر مہمان پر بہت ہی شاق گذرتا ہے۔

پس آئندہ کے لئے میں اس پابندی کو بھی دُور کرتا ہوں۔ اور اس امر کی اجازت دیتا ہوں۔ کہ اگر کوئی ایسا مہمان ہو۔ جس کے لئے ایک سے زائد کھانے پکائے گئے ہوں۔ تو اس صورت میں خود بھی دو کھانے کھانے جائز ہوں گے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ کوئی غیر مہمان ہو۔

جس نے کئی ماہ رہنا ہو۔ وہ مہمان نہیں سمجھا جا سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مہمانی تین روز کی ہے۔

اگر مہمان بے تکلف ہو۔ تو پسندیدہ امر یہی ہے۔ کہ اس کے لئے بھی ایک ہی کھانا ہو۔ ..... اسی طرح مہمان کے متعلق یہ ہدایت ہے۔ کہ اگر وہ سمجھتا ہے۔ کہ میزبان کی دل شکنی نہ ہو۔ تو وہ ایک ہی کھانا کھائے۔ .... بعض ایسے مواقع ہوتے ہیں۔ کہ میزبان کا ادب اور اس کا احترام چاہتا ہے۔ کہ اسکی پیش کردہ چیز کو رد نہ کیا جائے۔ اس موقعہ پر ایک سے زیادہ کھانوں کی اجازت ہے۔ ..... ہاں بیمار کے لئے کوئی حدبندی نہیں۔"[2]

"اپنے ہی رشتہ دار بغیر کسی خاص تقریب کے اکٹھے ہوں۔ تو بے شک ان کے لئے (جمعہ کے استثناء کے علاوہ) ایک سے زائد کھانے تیار کرلئے جائیں۔ اور خود بھی وہ کھانے کھا لئے جائیں۔

دعوت

ہاں ایک اور استثناء بھی گذشتہ سالوں میں کر چکا ہوں۔ وہ قائم ہے۔ اور وہ رسمی یا حکام کی دعوتوں کے متعلق ہے۔ ایسی دعوتوں میں ایک سے زیادہ کھانے کھانا یا کھلانا جو ملک کے رواج کے مطابق ضروری ہوں۔ جائز رکھا گیا تھا۔ اور اب بھی جائز ہے۔

تحفہ

میں یہ بھی چاہتا ہوں۔ کہ زبان کے چسکے کی عادت نہ پڑے ...... کبھی کبھار کا تحفہ تحفہ ہے۔ اور اس کے کھانے میں خصوصاً تحفہ بھیجنے والے کا دل رکھنے کے لئے حرج نہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں تو ثواب ہے۔ لیکن اگر دو ہمسائے آپس میں ایک دوسرے کے گھر کھانا بھجوانے کی عادت ڈال لیں۔ تو ایسے کھانے کا استعمال یقیناً تحریک جدید کا غلط استعمال ہوگا۔

عیدین

عیدین کے موقعہ کو کھانے پینے کی پابندی سے مستثنےٰ سمجھا جائیگا"۔[3]

تحائف عیدین

"عیدین کے موقعہ پر دوست ایک دوسرے کو تحائف بھیجتے ہیں۔ یہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ اور میں اسے بھی روک نہیں سکتا۔ اور اس طرح بھی ایک سے زیادہ کھانے کھانے پڑتے ہیں۔ اس لئے میں منع نہیں کرتا۔ اور یہی ہدایت دیتا ہوں۔ کہ یہ ملحوظ رہے۔ کہ جسقدر کفایت ممکن ہو۔ کی جائے۔

جمعہ

بعض دوستوں کی متواتر تحریک پر دو استثناء بھی کر دیتا ہوں۔ ایک عیدوں کی طرح میں جمعہ کا استثناء بھی کرتا ہوں۔ اور اسدن ایک سے زائد کھانا کھانے کی لوگوں کو اجازت دیتا ہوں۔ مگر اسی حد تک کہ اسدن کوئی دوسرا کھانا کھائے۔ تو جائز ہوگا۔ یہ نہیں۔ کہ ضرور اسدن ایک سے زائد کھانے پکائے جائیں۔ اور اسی استثناء سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسدن کئی کئی کھانے پکنے لگ جائیں"۔[4]

سادہ زندگی

"اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے۔ اسلئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں۔ اور اخراجات کم کردیں۔ تاکہ جس وقت قربانی کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے آواز آئے۔ وہ تیار رہوں۔ قربانی کے لئے صرف تمہاری نیت ہی فائدہ نہیں دے سکتی۔ جبتک تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہوں۔ ایک نابینا جہاد کا کتنا ہی شوق کیوں نہ رکھتا ہو۔ اس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ایک غریب آدمی اگر زکوٰۃ دینے کی خواہش بھی کرے۔ تو نہیں دے سکتا۔ ایک مریض کی خواہش خواہ کس قدر زیادہ ہو۔ روزے نہیں رکھ سکتا۔ پس اگر سامان مہیا نہ ہوں۔ تو ہم وہ قربانی کسی صورت میں بھی پیش نہیں کر سکتے۔ جس کی ہمیں خواہش ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے۔ تاکہ وقت آنے پر وہ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کر سکے۔ اور اگر اس کا موقعہ

---

[1] خطبہ جمعہ ۲۳ رنومبر سنہ۳۵ء۔ [2] خطبہ جمعہ ۱۵ رنومبر سنہ۳۵ء الفضل جلد ۲۳ نمبر ۱۲۰۔ [3] خطبہ جمعہ ۱۳ ردسمبر سنہ۳۴ء الفضل جلد ۲۲ نمبر ۱۴۲۔ [4] خطبہ جمعہ ۴ رفروری سنہ۳۸ء

نہ آئے۔ تو بھی خدا تعالےٰ سے کہہ سکو۔ کہ ہم نے جو کچھ جمع کیا تھا۔ اگرچہ وہ ملا تو ہماری اولاد کو ہی۔ لیکن ہم نے اس دین کے واسطے قربانی کی نیت سے جمع کیا تھا"۔ ؎۱

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے"۔ ؎۲

سادہ زندگی کی حکمت

"ایک کھانا کھانے اور سادہ لباس پہننے میں ایک حکمت یہ بھی ہے۔ کہ اس طرح امارت اور غربت کا سوال جاتا رہتا ہے"۔ ؎۳

"نیز یہ کہ جب مشکلات کا وقت آئے تو نہ کھانے کی روک ہماری جماعت کی راہ میں حائل ہو۔ اور نہ لباس کی روک تکلیف میں مبتلا کر سکے۔ بلکہ وہ یہ خیال کریں۔ کہ اگر ہمیں وطن چھوڑنا پڑا ہے۔ تو ہم پہلے ہی وطن چھوڑنے کے عادی ہیں۔ اور اگر کھانے یا لباس میں دقتیں حائل ہیں۔ تو ہم پہلے ہی تھوڑا کھاتے اور سادہ لباس پہننے کے عادی ہیں۔ پس وہ خوشی اور دلیری سے مشکلات کا مقابلہ کریں گے۔ اور اپنے دل میں گھبراہٹ اور تکلیف محسوس نہیں کریں گے"۔ ؎۴

"میں نے جماعت کو سادہ زندگی اختیار کرنے کو کہا ہے۔ اور سادہ زندگی بسر کرنا فرض نہیں نفلی ہے۔ یعنی جو چاہے اختیار کرے۔ اور جو چاہے نہ کرے۔ مگر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس کے بغیر جماعت میں قربانی کا صحیح مادہ کسی صورت میں بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی روحانیت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اگر تم سمجھو۔ کہ اس کے بغیر تم روحانیت کا مقام حاصل کر لوگے۔ تو یہ نفس کو دھوکا دینے والی بات ہے۔

بے شک یہ نفلی قربانی ہے۔ مگر بعض نفلی قربانیاں بھی بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ نوافل کے ذریعہ ہی خدا تعالےٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔

میں یہ نہیں کہتا۔ کہ جو شخص سادہ زندگی اختیار نہیں کرتا۔ وہ احمدی نہیں۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ وہ علےٰ شفا حفرۃ من النار ہے۔ بالکل ممکن ہے۔ اس کا ایمان ضائع ہو جائے...... علاوہ ازیں سادہ زندگی کے اختیار نہ کرنے کے نتیجہ میں نہ وہ اخوت پیدا ہوگی۔ جس سے روحانی سلسلے ترقی کرتے ہیں۔ اور نہ غربت و امارت کا امتیاز دور ہوگا"۔ ؎۵

"سادہ زندگی پر خاص زور دیا جائے سادہ زندگی کے بغیر ہم آنے والی جنگ کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ ہمارے ایمان کی اس میں آزمائش ہے۔ عورتوں اور بچوں کو خصوصاً اس طرف توجہ دلائی جائے"۔ ؎۶

جماعت کا اکثر حصہ اس تحریک کو قبول کر چکا ہے۔ مگر پھر بھی کئی ہیں۔ جو اس بارے میں غفلت کرتے ہیں۔ پھر کئی ہیں۔ جو بار بار شرطیں پوچھتے ہیں...... تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سادہ غذا کھاؤ۔ اور جو اس ہدایت سے منہ موڑے۔ تم اس سے منہ موڑ لو۔ اور اس سے صاف کہہ دو۔ کہ آج سے میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں۔

فوائد

کچھ تحریکیں جماعت کی اندرونی حالت کی اصلاح اور درستی کے متعلق تھیں۔ مثلاً ایک سادہ زندگی کے متعلق تھی"۔ ؎۶

"جب وہ ایک سے زیادہ سالن کی قربانی نہیں کر سکتا۔ تو کس طرح امید کی جا سکتی ہے۔ کہ جان قربان کر دے گا۔ ایسا شخص فریب خوردہ ہے"۔ ؎۷

"تم اعلےٰ قربانیوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ محنت اور مشقت برداشت کرنے کی تم میں طاقت پیدا ہو۔ مشکلات اور تکالیف برداشت کر سکو۔ اور جب تمہارے پاس مال ہوگا۔ تو اعلےٰ قربانی کے قابل ہو سکو گے۔ دل کی قربانی سے مال نہیں مہیا ہو سکتا۔ لیکن جب دل کی قربانی ہوگی۔ اور تمہارے پاس مال بھی ہوگا۔ تو اسے تم پیش کر سکو گے"۔ ؎۸

تمدن اسلامی کا نقطۂ مرکزی

"میں جہاں تک اسلام پر غور کرتا ہوں۔ مجھے اس کے تمدن کا یہ نقطۂ مرکزی نظر آتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہزاروں قومی خرابیاں تکلفات سے پیدا ہوتی ہیں...... بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے دوستوں کی دعوت کریں۔ لیکن وہ اس لئے ان کی دعوت نہیں کر سکتے۔ کہ اگر ان کی دعوت کی۔ تو شاید ان کی حیثیت کے مطابق انہیں کھانا نہ کھلا سکیں۔ کئی امراء اسلئے اپنے غریب بھائیوں کی دعوت قبول نہیں کرتے۔ کہ وہ ان کے مزاج کا کھانا انہیں نہیں کھلا سکیں گے۔ لیکن اگر کھانے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کے مطابق وہی طریق جاری ہو جائے۔ جو ہم نے تحریک جدید کے ماتحت جاری کئے ہوئے ہیں۔ کہ صرف ایک ہی سالن پکایا جائے۔ تو نہ دعوت کرنے والوں پر کوئی بار پڑتا ہے۔ اور نہ دعوت قبول کرنے والا کوئی ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے...... پس اس ذریعہ سے امراء اور غرباء کے متعلقات میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسلام جس برادری کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ قائم ہو جاتی ہے"۔ ؎۹

ضروری ہدایات

"کم خوری۔ کم گوئی اور کم سونا یہ روحانی ترقیات کے لئے اولیاء اللہ ضروری بتاتے ہیں...... میں امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ ہمارے دوست ایک دوسرے پر نگاہ رکھیں گے۔ اور ان کے اعمال کو تاڑیں گے۔ مگر شکایت کی غرض سے نہیں...... بلکہ اس نیت سے کہ دوسرے کی اصلاح ہو۔ اور پھر اس شخص کے علاوہ کسی اور کے پاس ذکر نہ کیا جاوے۔

یہ میں پسند نہیں کروں گا۔ کہ لوگ میرے پاس آئیں اور کہیں کہ فلاں شخص دو کھانے کھاتا ہے۔ میں نے ایک کھانے کا حکم کوئی نہیں دیا۔ میں نے صرف تحریک کی ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس تحریک کے باوجود دو کھانے کھاتا ہے۔ تو اس کا معاملہ خدا تعالےٰ کے ساتھ ہے......

یہ مطالبہ معمولی نہیں۔ بلکہ نہایت اہم مطالبہ ہے۔

یہ عارضی چیزیں نہیں۔ بلکہ مستقل چیزیں ہیں۔ اور دوستوں کا فرض ہے۔ کہ جبر سے نہیں بلکہ پیار محبت سے سمجھا کر۔ دلائل دے کر لوگوں کو قائل کریں۔ جب یہ باتیں ہماری جماعت کے قلوب میں راسخ ہو جائیں گی۔ تو جب احمدیت کو بادشاہتیں ملیں گی۔ اس وقت کے بادشاہ بادشاہ بن کر نہیں۔ بلکہ بھائی بن کر حکومت کریں گے۔ اور جہاں جائیں گے۔ لوگ کہیں گے۔ کہ یہ ہمیں اٹھانے آئے ہیں۔

ہمیں سپاہیانہ طور پر زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اور اپنی تمام زندگی کو مختلف قسم کی قیود کے ماتحت لانا چاہیئے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ سادہ زندگی کی طرف متوجہ ہوں۔ اور بجائے اس کے کہ وہ ان قیود کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ زیادہ تعہد کے ساتھ ان مطالبات پر عمل کریں۔ بلکہ جن لوگوں نے گزشتہ سالوں میں ان مطالبات پر عمل کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ انہیں بھی اس طرف لانے کی کوشش کریں تا اللہ تعالےٰ کے فضل اور اسکی برکتیں نازل ہوں۔ اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کے راستے میں جو مشکلات حائل ہیں۔ وہ دور ہو جائیں۔ اور خدا اور اس کے رسولؐ کا جلال دنیا میں ظاہر ہو"۔ ؎۱۰

دودھ

دودھ پینے کی چیز ہے۔ کھانے کی نہیں۔ دودھ ہمارے ملک میں صحت کے لئے سب کو پینا پڑتا ہے۔

طبی ضرورت

صحت کے لئے اگر ڈاکٹر پانچ کھانے بھی بتائے۔ تو وہ کھانے ضروری ہیں۔ یہ آگے ڈاکٹر اور اللہ تعالےٰ کا معاملہ ہے۔ کہ ڈاکٹر دیانتداری سے ایسا مشورہ دیتا ہے یا نہیں۔

دہی

بعض لوگ قبض دور کرنے کے لئے دہی استعمال کرتے ہیں۔ انہیں اجازت ہے۔ لیکن کیوں ایسا نہ کیا جائے۔ کہ بجائے سالن کے ساتھ علیحدہ دہی کھانے کے اس کو بلو کر پی لیا جائے۔ اس سے چسکا پورا کرنے کا سوال بھی پیدا نہ ہوگا۔ اور عادت بھی پوری ہو جائیگی

دیہاتی تمدن

اگر روٹی کھاتے وقت زمیندار سالن کے ساتھ گاجر یا مولی رکھ لیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ یہ ان کا جائز حق ہے۔ یہ ان کی صحت کو بڑھانے کا موجب ہوگا۔ اور دوسرا سالن نہیں کہلا سکے گا۔

پروپیگنڈا کا عمدہ ذریعہ

میں سمجھتا ہوں۔ اگر غیروں کے ہاں کی دعوتوں کے مواقع پر بھی ایک ہی کھانے پر اصرار کیا جائے۔ تو اقتصادی فوائد کے علاوہ اس سے پروپیگنڈا بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً جب کوئی کہے گا۔ کہ میں ایک ہی کھانا کھاؤں گا۔ تو دوسرا شخص ضرور اسکی وجہ دریافت کرے گا۔ اس کا جواب یہ دے گا۔ کہ اس وقت اسلام اور سلسلہ احمدیہ جن حالات میں سے گزر رہا ہے۔ وہ بہت پریشان کن ہیں۔ اور ان کے لئے یہ موقعہ بہت نازک ہے۔ اسلئے میرا فرض ہے۔ کہ اپنے

آپ کو اس جنگ کے لئے تیار کروں۔ جو اسلام اور سلسلہ کے وقار کے لئے ہمیں جلد کرنی پڑے گی۔ اور جفاکشی کی عادت ڈالنے اور چسکے سے بچنے کے لئے ہماری جماعت نے یہ تحریک کی ہے۔ کہ صرف ایک ہی کھانا کھایا جائے۔ تو میزبان کے دل میں ضرور احساس پیدا ہوگا۔ اور یہ بھی ایک رنگ کی تبلیغ ہو جائے گی۔ اور اگر وہ بھی اس تجویز پر عمل پیرا ہوگا۔ تو اسکی اقتصادی حالت بھی درست ہوگی۔

لباس

شہری لوگ لباس میں بڑی غلطیاں کرتے ہیں۔ اور اگر غلطی نہ ہو۔ تو بھی ضرورت سے زیادہ لباس پر خرچ کرتے ہیں۔ حالانکہ لباس کی غرض یہ ہے۔ کہ عریانی نہ ہو۔ اور زینت ہو۔ لیکن عام طور پر لباس کے عام معنی زینت سے نکل کر فخر اور فیشن کی طرف چلے گئے ہیں۔ ...... بہت سے لوگ دکھانے کے لئے کپڑے بناتے ہیں۔ ان کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ کسی کو یہ دکھائیں۔ کہ تمہارے جیسا کوٹ ہم نے بھی بنا لیا ہے۔

لباس کے متعلق بعض عام ہدایات میں دیتا ہوں۔ مثلاً یہ کہ جن لوگوں کے پاس کافی کپڑے ہوں۔ وہ ان کے خراب ہو جانے تک اور کپڑے نہ بنوائیں۔

نئے کپڑے

پھر جو لوگ نئے کپڑے زیادہ بناتے ہیں۔ وہ نصف یا تین چوتھائی یا ⅘ پر آ جائیں۔

عورتوں کے لئے

جو عورتیں اس میں شامل ہوں۔ وہ اپنے اندر ایسی ہی پابندی کر لیں۔ کہ محض پسند پر کپڑا نہ خریدیں گی۔ بلکہ ضرورت پر کپڑا لیں گی

پھیری والے

اس عادت کو ترک کریں گی۔ اور پھیری والے سے کپڑا نہ خریدیں گی۔ کہ اس طرح بلا ضرورت کپڑا خریدنے کی عادت پڑتی ہے۔ یہ عادت اسراف میں بہت ممد ہے۔

گوٹہ

پس جو عورتیں اس تحریک میں شامل ہوں وہ گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ قطعاً نہ خریدیں یہ باتیں میں کانگرسی نقطۂ نگاہ سے نہیں کہتا۔ اس لئے اس کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے۔ پہلے جو چیزیں موجود ہیں۔ ان کو بھی ضائع کرنے یا جلا دینے کا حکم ہے۔ بلکہ یہ مطالبات اس لئے ہیں۔ کہ ہمیں دین کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ پس اگر پچھلا موجود ہو۔ تو اسکو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مگر آئندہ سے خریدنا بند کر دیں

پس لباس کے متعلق جو قیود میری طرف سے عائد کی گئی تھیں۔ ان کا قائم رہنا ضروری ہے۔

رفیتہ

رفیتوں کے متعلق بھی پابندی بہرحال قائم ہے۔ کیونکہ کپڑے خواہ کتنے گراں ہوں۔ ایک عرصہ تک کام دے سکتے ہیں۔ مگر فیتے لباس پر صرف ٹانکے جاتے ہیں اور ہر روز بدلے جا سکتے ہیں۔ اس لئے ہر نئے فیشن کو دیکھ کر عورتیں ریجھ جاتی ہیں۔ اور نیا فیتہ خرید کر پہلے فیتے کی جگہ لگا لیتی ہیں۔ اور میرا تجربہ ہے۔ کہ کپڑوں پر اتنی قیمت نہیں لگتی۔ جتنی کہ ایک فیشن پرست عورت کے فیتوں پر۔ کیونکہ فیتے بدلتے جاتے ہیں۔ ..... بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ ہمیں آہستہ آہستہ ابھی بعض اور قیود میں اسی بارے میں بڑھانی پڑیں گی۔“ ؎۱

لباس کی سادگی

نہایت ضروری چیز ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ لباس میں سادگی نہ ہونے کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ امیروں اور غریبوں میں ایک بیّن فرق ہے۔ امیر اپنے کپڑے سنبھالے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور ہر وقت انہیں یہ خیال رہتا ہے۔ کہ کہیں کپڑے پر داغ نہ لگ جائے۔ ...... بلکہ میں یہاں تک کہوں گا اگر کسی شخص کے پاس صرف ایک جوڑا ہے اور وہ اسے ایسی احتیاط سے رکھتا ہے کہ ہر وقت اسے یہ خیال رہتا ہے۔ کہ کہیں دھبہ نہ پڑ جائے۔ اور اس طرح غریبوں سے اس کے دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ تو اس نے ہرگز تحریک جدید کے اس مطالبہ پر عمل نہیں کیا۔ اس کے مقابل پر اس شخص کو زیادہ سادہ کہونگا۔ جس کے پاس دو یا تین جوڑے کپڑوں کے ہیں۔ اور وہ ان کے متعلق ایسی احتیاط نہیں کرتا۔ جو امارت و غربت میں امتیاز پیدا کر دیتی ہے۔

درحقیقت لباس میں ایسا تکلّف جو انسانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا موجب ہو جائے۔ سخت ناپسندیدہ اور فتنے پیدا کرنے والا ہے۔ خواہ اس کے پاس ایک ہی جوڑا ہو یا دو ہوں“ ؎۲

زیور۔ جو عورتیں اس عہد میں اپنے آپ کو شامل کرنا چاہیں۔ وہ کوئی نیا زیور نہیں بنوائیں گی۔ اور جو مرد اس میں شامل ہیں۔ وہ بھی عہد کریں۔ کہ

نیا زیور

عورتوں کو نیا زیور بنوا کر نہیں دیں گے۔ پرانے زیور کو تڑوا کر نیا بنوانے کی بھی ممانعت ہے۔ لیکن

مرمت

ٹوٹے ہوئے زیور کی مرمت جائز ہے۔ اور اسے مرمت کرا کر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن نیا بنانے کی اجازت نہیں۔

شادی بیاہ

زیورات کے متعلق میں نے ہدایت کی تھی۔ کہ ان کا بنوانا بند کر دیں سوائے شادی بیاہ کے۔ اور شادی بیاہ میں بھی پہلے سے کمی کریں۔

زیور کے نقصانات

درحقیقت زیور اقتصادی لحاظ سے ایک نہایت ہی مضر چیز ہے۔ کیونکہ اس میں قوم کا روپیہ بغیر کسی فائدہ کے پھنس جاتا ہے۔ اور دراصل یہی وہ سونا چاندی اکٹھا کرنا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ سونا چاندی اکٹھا کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اس سونے اور چاندی کو گرم کر کے ان کے جسم پر داغ لگایا جائے گا۔ ...... اس لئے زیورات کی کثرت بھی ناپسندیدہ امر ہے۔ ہاں عورت کی اس کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ زیور کو پسند کرتی ہے۔ جس کا قرآن کریم نے بھی ینشّاٴ فی الحلیۃ میں ذکر فرمایا ہے۔ اسے تھوڑا سا زیور پہننے کی اجازت ہے۔ ......

زیورات ملک کی صنعت و حرفت کی ترقی میں سخت روک ہیں۔

ایک عورت اگر اپنے پاس دس ہزار روپیہ کا زیور بھی رکھ لیتی ہے۔ تو اس کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ دس ہزار روپیہ تجارت میں لگا دیتی ہے۔ اور پندرہ بیس آدمی پرورش پا جاتے ہیں۔ تو اس سے ملک اور قوم کو بہت بڑا فائدہ پہنچیگا ...... پس زیورات کے بنوانے میں جس قدر احتیاط کی جا سکے۔ وہ نہ صرف امارت و غربت کا امتیاز دور کرنے کے لئے۔ نہ صرف مذہبی احکام کی تعمیل کرنے کے لئے۔ بلکہ اپنے ملک کو ترقی دینے کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔

پس یہ احکام ایسے نہیں۔ جنہیں بدلنے کی ضرورت ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے۔ کہ کسی وقت ان میں زیادہ سختی کی ضرورت پیش آ جائے۔“ ؎۳

علاج

آمد کا چوتھائی حصہ علاج پر صرف ہو جاتا ہے۔ پس ڈاکٹر اس بات کا عہد کر لیں۔ کہ وہ اپنا سارا زور لگائیں گے۔ کہ روپوں کا کام پیسوں میں ہو۔ اور جب تک وہ یہ نہ سمجھیں۔ کہ بغیر قیمتی دوا کے جان کے نقصان کا احتمال ہے۔ اس وقت تک قیمتی ادویات پر خرچ نہ کروائیں گے۔

اگر ہماری جماعت کے ڈاکٹر یہ عہد کر لیں۔ کہ علاج میں ایسے غیر ضروری مصارف نہیں ہونے دیں گے۔ اور جماعت کے لوگ یہ کوشش کریں۔ کہ اپنے طبیبوں سے ہی علاج کروائیں گے۔ تو پچاس ہزار روپیہ سالانہ کی بچت ہو سکتی ہے۔

علاج کا خرچ بھی اتنا بار گراں ہے۔ کہ یہ بھی ایک تماشہ بنا ہوا ہے لیکن اگر ڈاکٹر یہ عہد کر لیں۔ کہ وہ اپنے دماغ پر زور دے کر ایسے نسخے لکھیں گے۔ جو سستے داموں میں تیار ہو سکیں۔ اور قیمتی پیٹنٹ ادویہ استعمال کرا کے نئی نئی دوائیوں کے تجربوں پر ملک کا روپیہ ضائع نہیں کرائیں گے۔ تو یہ بار بہت ہلکا ہو سکتا ہے۔

ٹیکہ

بعض ٹیکے ایسے ہیں۔ جو بعض بیماریوں میں مفید ہوتے ہیں۔ اور ان کے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ میں ان کی ممانعت نہیں کرتا۔

سینما اور تماشے

ان کے متعلق میں ساری جماعت کو حکم دیتا ہوں۔ کہ کوئی احمدی کسی سینما۔ سرکس تھیئٹر وغیرہ غرضیکہ کسی تماشہ میں بالکل نہ جائے۔ اور اس سے کلی پرہیز کرے ہر مخلص احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت کو سمجھتا ہے۔ اس کے لئے سینما یا کوئی اور تماشہ وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا **سرکاری ملازم۔** مستثنیٰ صرف وہ لوگ ہیں۔ جو سرکاری ملازم ہیں۔ اور ان کو خاص سرکاری تقریبوں میں ایسے تماشوں میں جانا پڑ جائے۔ لیکن اگر

لازمی نہ ہو۔ تو پھر انہیں چاہیئے۔ کہ خواہ مخواہ دوسروں کو انگشت نمائی کا موقعہ نہ دیں۔ ایسی جگہ جانے کی جو بدنامی کا موجب ہو۔ کوئی ضرورت نہیں۔

سینما کے متعلق میری رائے ہے۔ کہ نقصان دہ چیز ہے۔ موجودہ فلموں کو دیکھنا ملک اور اس کے اخلاق کے لئے مہلک ہے۔ اسلئے قطعاً ممنوع ہونا چاہیئے۔ مگر میں ہمیشہ کے لئے اسکی ممانعت نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ حرمت کی صورت ہو جاتی ہے۔ فی الحال ضرورتِ دینی کے لحاظ سے اسکی ممانعت کرتا ہوں۔ نمائش وغیرہ کے موقع پر تجارتی حصہ کو دیکھنا جائز ہے۔ کپڑے دیکھو۔ بیج دیکھو۔ دوسری چیزوں کو دیکھو۔ اور ان سے اپنے لئے اور اپنے خاندان کے لئے فائدے کی باتیں نکالو۔ مگر تماشہ کا حصہ دیکھنا جائز نہیں۔"[1]

سوائے آفیشل تقاریب کے باقی خواہ ایسے بھی حالات ہوں۔ احباب ہرگز ان تماشوں میں نہ جائیں۔ حتّٰی کہ مفت بھی نہ دیکھیں۔

ملازم سینما

اگر سینما میں کوئی احمدی ملازم ہو۔ اور اللہ تعالےٰ نے اسکی روزی اسی میں رکھی ہو۔ تو اسے مشین وغیرہ دیکھنے کے لئے جانا ہوگا۔ مگر وہ بھی تماشہ دیکھنے کے لئے نہ جائے۔ یہ امر اختیاری نہیں رکھا گیا۔ بلکہ لازمی ہے۔ اور میں نے کہا تھا۔ کہ تین سال تک ہر احمدی اس سے احتراز کرے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ تین سال کے بعد میں اجازت دے دوں گا۔ بلکہ میں نے کہا تھا۔ کہ اس کے بعد علماء سے مشورہ کرکے فتویٰ شائع کیا جائے گا۔"[2]

شادی بیاہ

شادی بیاہ اور خوشی کے مواقع پر بھی اخراجات میں اصلاح ہو سکتی ہے۔ کہ نئے ماحول کے ماتحت اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ چونکہ یہ جذبات کا سوال ہے اسلئے میں یہ حد بندی تو نہیں کر سکتا۔ کہ اتنے جوڑے اور اتنے زیور سے زیادہ نہ ہوں۔ ہاں اتنا مد نظر رہے۔ کہ تین سال کے عرصہ میں یہ چیزیں کم دیجائیں۔ جو شخص اپنی لڑکی کو زیادہ دینا چاہے۔

نقد

وہ کچھ زیور۔ کپڑا اور نقد کی صورت میں دے دے۔

ولیمہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بڑے سے بڑا ولیمہ بھی اتنا ہُوا ہوگا۔ جتنے ہمارے ہاں چھوٹے ہوتے ہیں۔ ...... حالانکہ ولیمہ پر دس پندرہ دوستوں کو بلالینا کافی ہوتا ہے۔ یا جیسا کہ سنت ہے۔ ایک بکرا ذبح کیا۔ شوربہ پکایا اور خاندان کے لوگوں میں بانٹ دیا۔ پھر

جہیز

میں نے دیکھا ہے۔ کہ اب تک یہ مرض بھی چلا جا رہا ہے۔ کہ لڑکی والے یہ پوچھتے ہیں کہ زیور کیا دوگے۔ اور ایسا کہتے ہوئے انہیں شرم نہیں آتی۔ کوئی شخص اپنی طرف سے جس قدر چاہے دے۔ لیکن لڑکی والوں کی طرف سے ایسی بات کا کہا جانا لڑکی کے فروخت کرنے کے مترادف ہے۔ پھر

مہر

مہر بھی حد سے زیادہ مقرر کئے جاتے ہیں ہمارے گھروں میں عام طور پر ایک ہزار روپیہ مہر ہوتا ہے۔ بعض زیادہ بھی ہیں۔ زیادہ ان حالتوں میں ہیں۔ جن میں عورتوں کو شرعی حصہ نہیں مل سکتا۔ وہاں مہر اتنا ہے۔ کہ وہ کمی پوری ہو جائے۔ مگر یہاں میں نے دیکھا ہے۔ کہ معمولی معمولی آدمی دس دس اور پانچ پانچ ہزار مہر مقرر کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی جائیدادیں اور آمدنیاں بہت ہی کم ہوتی ہیں۔ بہرحال حیثیت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

آرائش وزیبائش

ساتواں مکانوں کی آرائش وزیبائش کا سوال ہے۔ اس کے متعلق عام حالات میں تبدیلی کے ساتھ ہیں خود بخود تبدیلی ہو سکتی ہے۔ جب غذا اور لباس سادہ ہو۔ تو اس میں بھی لوگ خود بخود کمی کرنے لگ جائیں گے۔ پس میں اس عام نصیحت کے ساتھ کہ جو لوگ اس معاہدہ میں شامل ہوں وہ آرائش وزیبائش پر خواہ مخواہ روپیہ ضائع نہ کریں۔

پرانے کپڑوں سے زیبائش

بعض عورتیں پرانے کپڑوں سے بڑی بڑی اچھی زیبائش کی چیزیں تیار کر لیتی ہیں۔ کیونکہ اس میں روپیہ کا ضیاع نہیں۔ بلکہ دستکاری کی ترقی ہوتی ہے۔"[3]

استثناء

اگر کوئی شخص خود سادہ ہی رہنا چاہے تو کبھی دوسروں کے لئے اس کو ایسا خرچ کرنا پڑتا ہے۔ میں خود زمین پر بیٹھنے کا عادی ہوں۔ اور زمین پر بیٹھ کر ہی کام کرتا ہوں۔ سوائے اس کے کہ جلدی میں کوئی خط لکھنا ہُوا پیڈ میز پر پڑا ہو۔ تو وہیں بیٹھ کر لکھ دوں گا وگرنہ عام طور پر میں زمین پر بیٹھتا ہوں۔ مگر مجھے کوچ وغیرہ بھی رکھنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ میرے پاس انگریز بھی آجاتے ہیں۔ اور ایسے ہندوستانی بھی جو کوٹ پتلون پہنتے ہیں۔ تو یہ بھی ایک خرچ ہے۔ جو پہلے نہیں تھا۔ اور اس میں بھی کافی رقم صرف ہو جاتی ہے۔

تعلیمی اخراجات

کھانے پینے میں جو خرچ ہوتا ہے۔ اس کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں۔ جو خرچ اس کے علاوہ ہیں۔ فیس یا آلات یا اوزاروں یا سٹیشنری اور کتابوں وغیرہ پر خرچ کرنا اس میں کمی کرنا ہمارے لئے مضر ہوگا اس لئے نہ تو میں اس میں کمی کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور نہ ہی اسکی گنجائش ہے۔

میں نے یہ بھی سوچا ہے۔ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دینی کورس تیار کیا جائے۔ اور پھر اس میں ان کا امتحان لیا جائے۔ کوئی احمدی لڑکا یا لڑکی ایسی نہ ہو۔ جسے اس کورس کی تعلیم نہ ہو۔ ہر ایک کے لئے اس کا پڑھنا لازمی ہو۔

قادیان کے دوکاندار اور سکیم کا اثر

میں نے جو سادگی کی ہدایت کی ہے۔ کہ کھانا سادہ اور لباس سادہ ہو۔ اس کا اثر باہر کے احمدی تاجروں پر تو شاید اتنا نہ پڑے۔ مگر قادیان کے تاجروں پر اس کا زیادہ اثر پڑے گا۔ ایک طرف تو ہم ان سے چندوں کی اپیلیں کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف ان کے گاہکوں کو کھانے اور لباس میں کمی کرنے کی تعلیم دے کر ان کی بکری کو کم کرتے ہیں۔ اس سے انہیں یقیناً نقصان ہوگا۔ قادیان کے احمدی دوکانداروں کی بکری نوّے فی صدی احمدیوں سے ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ضرور توجہ کے مستحق ہیں۔ اس لئے انہیں نقصان سے بچانے کے لئے میں نے وہ تجاویز کی ہیں۔

قادیان کے تاجر اور بیرونی احباب

(۱) میں حکم تو نہیں دیتا۔ مگر تحریک کرتا ہوں۔ کہ جماعت کے ایسے دوست جنہیں اللہ تعالیٰ نے ملی مفاد کے سمجھنے کی توفیق دی ہو۔ وہ سب چیزیں یہاں سے ہی خریدا کریں۔ اگر اس سے انہیں کوئی نقصان ہوگا۔ تو یہ نقصان بھی فائدہ کا موجب ہوگا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے۔ یہاں کے دوکانداروں سے ہی چیزیں خریدا کریں۔

قادیان کے دوکانداروں کو نصیحت

اسی سلسلہ میں یہاں کے دوکانداروں سے بھی یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ وہ چیزوں کی قیمت کم رکھا کریں۔ تھوڑی بکری پر زیادہ منافع کا اصول نہ رکھیں۔ بلکہ زیادہ بکری پر تھوڑا منافع کا اصول رکھیں۔ دونوں طرح ان کے گھر میں اتنا ہی آجائے گا۔ پس وہ نفع کم لگائیں۔

(۲) جو دوست باہر سے یہاں آتے ہیں۔ وہ بھی ایسی چیزیں جو یہاں سے خرید کرلے جا سکیں جیسے کپڑے وغیرہ یہاں سے تیار کرالیا کریں۔ میری اس اقتصادی تعلیم سے انہیں جو رقم بچیگی۔ قادیان سے اشیاء خریدنے میں اگر اس میں سے کچھ حصہ خرچ ہو جائے۔ تو بھی وہ نفع میں رہیں گے۔ میں نے اپنی ذات میں تو اس پر عمل بھی کرنا شروع کر دیا ہے۔

جلسہ سالانہ اور مجلس شوریٰ کے موقعہ سے فائدہ

اسی طرح جلسہ سالانہ یا مجلس شوریٰ کے موقع پر جو لوگ آتے ہیں۔ وہ سارے کے سارے بڑے شہروں کے رہنے والے ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ کئی ایسے مقامات پر رہائش رکھنے والے ہوتے ہیں۔ جہاں چیزوں کی قیمتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ جیسی یہاں۔ وہ بھی اگر ایسی چیزیں جو آسانی سے ساتھ لیجا سکیں۔ یہاں سے خریدیں۔ یا کپڑے یہاں سے بنوالیا کریں۔ تو یہاں کے دوکانداروں کی بکری زیادہ ہو سکتی ہے۔

دوسری نصیحت

دوسری نصیحت میں قادیان کے دوکانداروں کو یہ کرتا ہوں۔ کہ انہیں سودا سستا خریدنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میں نے خود کئی دفعہ مقابلہ کیا ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہاں کے بعض دوکاندار اشیاء مہنگی خریدتے ہیں۔

بھوپال۔ ۱۹ راگست۔ ایک لاری جو ۲۲ آدمیوں کو لے جا رہی تھی۔ دریائے بیتوا کے پل پر پہنچی۔ جو دریا میں طغیانی آ جانے کی وجہ سے پل زیر آب ہو گیا تھا۔ پانی کی تیز رو لاری کو بہالے گئی۔ گیارہ آدمی ہلاک ہو گئے۔ اور پانچ شدید مجروح ہوئے۔ اور انہوں نے تیر کر اپنی جانیں بچائیں۔ لیکن ڈرائیور اور گیارہ مسافروں کا کچھ پتہ نہیں چلا

---

[1] خطبہ جمعہ ۲۳ نومبر ۳۸ء الفضل جلد ۲۶ نمبر ۶۶

[2] خطبہ جمعہ ۱۵ نومبر ۳۵ء الفضل جلد ۲۳ نمبر ۱۲۸

[3] خطبہ جمعہ ۲۳ نومبر ۳۴ء الفضل جلد ۲۲

دیانندی مشن

آریہ سماج کا انجام حسب پیشگوئی صاحب الہام علیہ السلام

"یہ مت خیال کرو۔ کہ آریہ یعنی ہند و دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔ عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا ان کا کام ہے۔ اور بڑا کمال ان کا یہی ہے۔ کہ شیطانی وساوس سے اعتراضات کے ذخیرے جمع کر رہے ہیں۔ اور تقوےٰ و طہارت کی روح ان میں نہیں"۔ (از کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

مذکورہ بالا حوالہ میں یوگیراج اور رودر گوپال مہاراج کرشن ثانی اعلیحضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ آریوں کا بڑا کام بزرگانِ مذاہب کی توہین کرنا اور ان کو گالیاں دینا ہے۔ اور بس۔ آریہ سماج کے پرسدھ اور مکھیہ لیڈروں کی طرف سے ایسے گندے اور ناپاک ٹریکٹ نکالے جاتے ہیں۔ کہ جن کو پڑھنے سے انسان کا خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ شرافت اپنا سر پیٹ لیتی ہے۔ اور تہذیب اپنا منہ چھپا لینا ہی مناسب خیال کرتی ہے۔ انسانیت رو لینا ہی بہتر جانتی ہے۔ گورنمنٹ کی خدمت عالیہ میں عام لوگوں کی طرف سے عموماً اور ہمارے پراچین دھرم آتماؤں کے نام لیواؤں یعنی سناتن دھرم والوں کی طرف سے خصوصاً درخواست کی جا رہی ہے۔ کہ آریوں کی طرف سے نت نئے ٹریکٹ نکل رہے ہیں۔ جو سناتن دھرم والوں کی چھاتی کو چھلنی چھلنی کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ بھی چند ٹریکٹوں کو ضبط کر کے سناتن دھرم والوں کی اشک شوئی کرتی ہے۔ مگر میں یہ کہہ دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ کی رفتار اتنی سست اور غیر مناسب ہے۔ کہ اس سے عام لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب نے آریوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ اسی لئے میں گورنمنٹ کی خدمت عالیہ میں پُر زور استدعا کرتا ہوں کہ وہ آریہ سماج کے لٹریچر پر کڑی نگرانی رکھے۔ اور خصوصیت سے آریہ ویر کے ٹریکٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے شائع شدہ ٹریکٹوں کی پڑتال کر کے مناسب کارروائی کرے۔ ذیل میں میں آریہ سماج کے چند اقتباسات گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ تاکہ اسکو معلوم ہو سکے۔ کہ یہ لوگ وہ ہیں۔ جو اپنوں سے بھی غیر واجب اور درشت کلامی کرنے سے نہیں رہ سکتے۔ اور غیروں پر تو یہ آریہ بدزبانی اور دریدہ دہنی کرنا اپنا دھرم اور کام مانتے ہیں۔ اسلئے گورنمنٹ کا یہ فرض اولین ہے۔ کہ ہندوستان کے امن کو بحال رکھنے اور اشانتی کو شانتی میں بدلنے کے لئے اپنے قانونی ڈنڈا کو ہاتھ میں لے کر آریوں کو شرافت اور تہذیب کا سبق پڑھائے۔ کیونکہ آریوں کی طرف سے عموماً اور آریہ اخبارات کی طرف سے خصوصاً ہندوستان کی فضا کو مکدر کرنے کی پے در پے کوششیں ہو رہی ہیں۔ جھوٹی اور اشتعال انگیز خبریں شائع کرنا ہی آریوں نے اخبار نویسی بنا رکھا ہے۔ میں آریوں کی حقیقی تصویر کھینچنے کے لئے اپنی عادت کے انوسار آریہ لٹریچر سے چند گواہ پیش کرتا ہوں۔ تاکہ بعد میں کوئی یہ نہ کہہ سکے۔ کہ میرا دعوےٰ بغیر دلیل ہے اسی لئے خارج ہے۔ ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

دیانندی گلشن کی تہذیب کے چند پھول ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے۔ کہ وہ لوگ جو اپنے بھائیوں کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ جب غیروں کے ساتھ برتاؤ کرتے ہوں گے۔ تو کیسا مہذبانہ اور شریفانہ برتاؤ ہوگا۔

گواہ نمبر ۱۔ "اب تک بھی ایک بہت بڑی تعداد ایسے اپدیشکوں کی ہے۔ جو سب سے بڑی خدمت اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ آریہ جنتا میں مسلمانوں کے برخلاف نفرت کا جذبہ پیدا کیا جاوے۔ میں اپنے ذاتی علم اور تجربہ کی بناء پر یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ بارہا ہمارے اپدیشکوں کے وعظِ نفرت کے لئے کسی مولوی یا ملاں کی دریدہ دہنی کا عذر بھی مفقود ہوتا ہے"۔ (از پرکاش دشی نمبر ۶ نومبر سنہ ۱۹۳۲ء)

گواہ نمبر ۲۔ "ایڈیٹر آریہ گزٹ بیہودگی کے میدان میں بڑھ بڑھ کر قدم مارنے کا اپنے آپ کو ہر حالت میں مستحق سمجھنے لگا ہے" پرکاش ۲۹ر مئی سنہ ۱۹۳۲ء صفحہ ۷ کالم ۲۔

گواہ نمبر ۳۔ "ہمارے پڑوسی تب تک ہمیں آریہ سماجی نہیں جانتے ہیں۔ جب تک کہ آریہ جھگڑا نہ کریں"۔ آریہ گزٹ ۱۱ر اپریل سنہ ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۱ کالم ۴۔

گواہ نمبر ۴۔ "آریہ اخبارات آپس میں کئی دفعہ ایسی گندہ و دریدہ دہنی میں لگ جاتے ہیں۔ کہ کوئی شریف آدمی ان اخبارات کو پڑھ نہیں سکتا۔ یہ بدعت عموماً بنی رہتی ہے۔ اور لیڈروں پر گندے سے گندے الزامات بلا تحقیقات لگائے جاتے ہیں۔ دھرم کی بجائے صرف یہی گندی پارٹی بازی کا زہر ہے۔ جو کہ ان اخبارات کے ذریعہ پھیلایا جاتا ہے"۔ آریہ گزٹ ۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۱ کالم ۱۔

گواہ نمبر ۵۔ "دیانند نے روئے زمین پر تمام مذہبیوں کو کھلے طور پر گالیاں دیں۔ اور ان کا کھنڈن کیا"۔ جاگرت ۱۵ر مارچ سنہ ۱۹۲۶ء

گواہ نمبر ۶۔ "تمام مذاہب کے بزرگوں کو گالیاں نکالنا اور بھائی کو بھائی سے لڑانا اور اپنے خوفناک تعصب سے ہندو مسلمانوں میں نااتفاقی کا بیج بونا دیانند کا یہ سب سے بڑا کام تھا"۔ سناتن دھرم پرچارک یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۵ء

گواہ نمبر ۷۔ "اس میں ذرا بھی سندیہہ نہیں ہے۔ کہ دیانند نے دوسرے مذاہب کے بزرگوں کو گالیاں دینے میں بہت بڑا بھاری اپرادھ کیا ہے"۔ اخبار ہندوستان $\frac{1}{1902}$-۱۵

گواہ نمبر ۸۔ "میں ذاتی تجربہ رکھتا ہوں۔ نالائق۔ ان پڑھ۔ سداچار ہین پُرشوں کو مقرر کر کے وید کا پرچار ان کے ذمہ چھوڑا گیا۔ میں یہ ذاتی تجربہ رکھتا ہوں۔ کہ ایسے اپدیشک و بھجنیک سوائے دیگر فرقہ جات و مذاہب کو گالی دینے ہنسی مذاق کرنے کے اور کچھ نہیں جانتے"۔ آریہ گزٹ ۵ر نومبر سنہ ۱۹۳۰ء صفحہ ۹۔

گواہ نمبر ۹۔ "آریہ سماج میں ایسے اصحاب لیڈر بنے بیٹھے ہیں۔ جن کا کام ہی دوسروں کی پگڑیاں اچھالنا رہا ہے۔ اور جو آریوں کو لڑانا ہی اپنا پرم دھرم سمجھتے ہیں"۔ از آریہ گزٹ لاہور ۵ر جولائی سنہ ۱۹۳۱ء صفحہ ۳

گواہ نمبر ۱۰۔ "آریہ اور لڑائی جھگڑے۔ آریہ اور گندی پوسٹر بازی۔ آریہ اور چھوت پیزار۔ یہ ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے"۔ از آریہ ویر لاہور ۳۰ر نومبر سنہ ۱۹۳۲ء۔

ناظرین! آپ ان تلک عشرہ کاملہ کو ملاحظہ فرما کر دیکھ سکتے ہیں۔ کہ جو یوگیراج حضرت کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ وہ کس طرح پورا ہو گیا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے آریوں کو مجبور کیا۔ کہ اپنے ہاتھوں سے میرے پیارے بھگت کی سچائی کی گواہی دو۔ تاکہ قیامت کے دن انکار نہ کر سکو۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ ہمارے آریہ متر اپنی روش میں تبدیلی کر کے انسانیت اور شرافت کی قدر کریں۔ اور شریفوں کی پگڑیاں اچھالنا اور بزرگان مذاہب کو گالی دینا چھوڑ دیں۔ تا ہندوستان کا کلیان ہو۔

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما از کراچی)

مسلمانوں کے ساتھ خدا واسطے کا بیر

لنڈن میں مقیم ہندوستانیوں نے حال ہی میں ایک جلسہ کیا۔ جسمیں مسٹر ایچ۔ جی ویلز کی کتاب "شارٹ ہسٹری دی آف ورلڈ" کے بعض بیانات کے متعلق جو بانیٔ اسلام حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن مجید کے بارے میں نامناسب فقرات سے پُر تھے۔ صدائے احتجاج بلند کی۔ اور حکومت برطانیہ سے التجاء کی کہ چونکہ ہندوستان میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان بستے ہیں۔ ان کا ان بیانات سے مشتعل ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے اس کتاب کی درآمد ہندوستان میں روک دی جائے اس پر لاہور کے ایک مشہور ہندو اخبار نے لکھا۔ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے علاوہ اور لوگ بھی بستے ہیں۔ محض مسلمانوں کی خاطر اس کتاب کا داخلہ ہندوستان میں کیوں بند کیا جائے۔ پاس اخلاق اور مروت کا تقاضا ہے۔ کہ ایک کتاب جس کے بیانات کروڑہا مسلمانوں کے دل کو دکھانے والے ہیں۔ اور ہندوؤں کے لئے اس کتاب کا پڑھنا لازمی نہیں۔ ہندوستان میں آنی ممنوع قرار دی جائے۔ لیکن نہیں۔ چونکہ اس کتاب میں ایسے بیانات درج ہیں۔ جن سے مسلمانوں کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اسی لئے اس کا

پڑھا ہندوؤں کے اس حلقہ کے لئے ضروری ہے۔

یہ دو مثالیں اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ ہندوستان کے ہندوؤں کا ایک طبقہ کس طرح ہر معاملے میں مسلمانوں کی مخالفت کرنے پر ادھار کھائی بیٹھا ہے اس طبقے کی یہی ذہنیت ہے۔ جس سے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان اختلاف کی خلیج پُر ہونے میں نہیں آتی۔

جعلی حکیموں اور ڈاکٹروں کا انسداد

عطائی حکیموں کے وجود سے نہ صرف لوگوں کی صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ بلکہ ان کے وجود سے ایک بہت بڑا نقصان یہ ہے۔ کہ بے علم اور بھولے بھالے لوگ ان کے "علاج" سے نقصان اٹھا کر یونانی طبیبوں اور خود طب یونانی سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ ہمیں نہایت خوشی ہوگی۔ اگر حکومت پنجاب یونانی طبیبوں پر کسی قسم کی ناگوار پابندیاں عاید کئے بغیر ان عطائی حکیموں کے وجود سے صوبے کو پاک کرے گی۔ ان حکیموں کے ساتھ ان مجمع بازوں کا انسداد بھی نہایت ضروری ہے۔ جو پنجاب کے قریباً تمام بڑے بڑے شہروں میں عام گذرگاہوں۔ چوکوں اور آباد رستوں پر کھڑے ہو کر بالعموم امراض مردانہ کے علاج کے دعوے دار بن کر پبلک کو اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔ اور اپنی چرب زبانی سے ان کو دھوکے میں ڈال کر ان کے ہاتھ مختلف قسم کی دوائیاں فروخت کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی جعلی حکیموں اور ڈاکٹروں کی محولہ بالا صنف میں شامل ہیں۔ بلکہ ان سے زیادہ خطرناک ہیں۔ یہ لوگ بھی اس قابل ہیں۔ کہ ان کی سرگرمیوں کا قلع قمع کیا جائے۔

ایک طیّارے کو حادثہ

روما ۱۹ر اگست۔ ایک بحری طیارہ جسے آزمائش کے طور پر پرواز کرائی گئی تھی۔ گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ تیرہ آدمی ہلاک ہو گئے۔ حادثہ کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

ثنائی مشن

حیات مسیح اور شفا مبارکپوری

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو آج سے قریباً پندرہ سولہ سال قبل جماعت احمدیہ سکندرہ آباد سے سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب نے مبلغ دس ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج دیا تھا۔ کہ آپ بذریعہ حلف یہ ثابت کر دیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بجسمِ عنصری زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ تو میں مبلغ دس ہزار روپیہ نقد دے دوں گا۔ یہ انعام بڑھتے بڑھتے مبلغ اکیس ۲۱ ہزار تک پہنچ گیا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی پرانی عادت کے مطابق اس موت کے پیالے کو حیلوں بہانوں سے ٹالتے رہے۔ اور اس وقت تک خاموش ہیں۔ گویا ایک لحاظ سے زندہ درگور ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ہمارے دوسرے مخالف مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایک مجرمانہ خاموشی سے عبرت پکڑتے۔ اور اس مشرکانہ عقیدے سے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ باز آتے اور تسلیم کر لیتے۔ کہ قرآن اور احادیث حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ انبیاء میں داخل کرتا ہے۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو لوگوں کو دھوکا دیتے ہوئے ذرا بھی نہیں شرماتے۔ اور جھوٹ بولتے ہوئے ان کو ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ اور پھر یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے ماہر ہیں۔ اخبار اہلحدیث ۱۲ر اگست ۱۹۳۸ء ص ۶ و ۷ میں ایک شخص شفا مبارکپوری نے ایک مضمون بعنوان "قادیانی مغالطہ" شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ "احادیث صحیحہ صریحہ سے صاف صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور پھر دوبارہ دنیا میں نزول فرمائیں گے"۔ پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ "از انجملہ ایک حدیث یہ ہے۔ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء (بیہقی) یعنی اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جبکہ تم میں ابن مریم (مسیح علیہ السلام) آسمان سے اتریں گے۔ اس حدیث میں آسمان سے اترنے کی تصریح موجود ہے"۔ کس قدر جھوٹ۔ فریب اور بے حیائی ہے۔ اور کس دیدہ دلیری سے کہا گیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور وہ دوبارہ دنیا میں نزول فرمائیں گے۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں۔ کہ بیہقی میں لکھا ہے۔ میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے یہ پوچھتا ہوں۔ کہ اس قسم کی عبارت شائع کرتے ہوئے کیوں آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ کیوں آپ جھوٹ بول کر خدا تعالےٰ کے عذاب کو قریب کر رہے ہو۔ بیہقی بخاری سے روایت کرتا ہے۔ مگر بخاری میں یہ حدیث پوری ہے۔ اس میں لفظ من السماء نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص خواہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہوں۔ یا شفا مبارکپوری یا عبد اللہ معمار صاحب جو ملک محمد حسین محرر چونگی وزیر آباد کے سوالوں کے جواب دے رہے ہیں۔ یہ لفظ من السماء بخاری سے دکھا دیں۔ تو مبلغ پچاس روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ کوئی ہے۔ جو میرے اس چیلنج کو منظور کرے۔ مگر ؎

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

آگے چل کر مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں "مرزا صاحب نے بھی تصریح کے ساتھ حدیث بیان فرمائی ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ لکھتے ہیں۔ دیکھو میری بیماری کی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا۔ مسیح آسمان سے جب اترے گا۔ تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔ سو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی۔ اور ایک نیچے کے یعنی مراق اور کثرت بول"۔ (بدر ۷ر جون ۱۹۰۶ء ص۵) "مسیح آسمان سے اترے گا" کے لفظ پر توجہ دلائی ہے۔ مبارکپوری صاحب اگر واقعی حضرت صاحب کی کتابوں کے ماہر ہیں۔ جیسا کہ ان کا دعوےٰ ہے۔ تو کیوں ان کو اگلے الفاظ نظر نہیں آئے۔ جو ان کے دعوے کی پردہ دری کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ آگے اس کے لکھتے ہیں۔

"ہمارے مخالف مولوی اس کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ وہ مسیح جوگیوں کی طرح دو زرد چادریں اوڑھے ہوئے آسمان سے اتریگا۔ لیکن یہ غلط ہے"۔ پھر میں یہ کہتا ہوں۔ کہ آپ لوگ صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب چونکہ آسمان سے نہیں آئے۔ اس لئے ہم ان کو نہیں مانتے۔ مگر یاد رہے۔ حضرت صاحب بھی آسمان سے آئے ہیں۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:- "میں وہ مسیح موعود ہوں۔ جو آسمان سے اترا ہوں"۔ (فتح اسلام ص۱۰ و ۱۱ و خطبہ الہامیہ ص۱)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی آسمان سے آنے والی حجت کو بھی توڑ دیا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا دیں۔ کہ عافیت انہی کی ہے۔

(محمد عبد الحق مجاہد امرتسری گنج مغلپورہ)

(بقیہ ص۸)

نہایت دلچسپی سے سنا۔ اور بعض سوالات بھی کئے۔

سید صاحب نے اپنی رپورٹ میں مندرجہ ذیل اصحاب کا ان کے خلوص اور ہمدردی کی وجہ سے بہت شکریہ ادا کیا ہے۔ اور جماعت سے ان کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔ ان اصحاب نے سید صاحب سے ہر رنگ میں نہایت اعلیٰ تعاون کیا۔

(1) R. Barmavi, President A.A.D.I. Batavia
پریذیڈنٹ صاحب انجمن احمدیہ بٹاویہ۔
(2) Raden Hidayah Batavia.
پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ڈی۔ آئی لوگور بٹاویہ
(3) Raden Mohammad Moehyiddin Batavia
پریذیڈنٹ اعلیٰ بٹاویہ
(4) Raden Soemadi G.K. Batavia.
جنرل سکرٹری تحریک جدید بٹاویہ۔

ایک احراری پر فوجداری مقدمہ

ٹبالہ ۲۰ر اگست کو حکومت کی طرف سے ایک شخص مسمی محمد حیات کے خلاف جو احرار کا ایک کارکن ہے۔ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند علاقہ مجسٹریٹ صاحب ٹبالہ کی عدالت میں دائر ہے۔ یہ مقدمہ ملزم کی ایک تقریر کی بنا پر دائر ہوا ہے۔ جو گذشتہ اپریل کو قادیان میں اس نے کی تھی۔ ملزم پر فرد جرم عائد ہو چکا ہے۔ شہادت صفائی کے لئے ۲۰ر اگست تاریخ مقرر تھی۔ ملزم کی طرف سے جو فہرست گواہاں صفائی دی گئی۔ وہ مخرجین سلسلہ پر مشتمل تھی۔ اور مباہلہ والے افراد کو بھی طلب کرایا گیا تھا۔ ملزم کی طرف سے یہ ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ وہ چند مستورات کو بھی بطور گواہ پیش کرنا چاہتا ہے۔ جس کی غرض معاذاللہ یہ تھی۔ کہ وہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ذات بابرکات کے خلاف کچھ بیان کریں۔ ملزم نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بھی بطور گواہ طلب کئے جانے کی درخواست دی۔ اور یہ بھی لکھا۔ کہ حضور سے وہ خطوط بھی طلب کئے جائیں۔ جو شیخ مصری نے اپنے اخراج از جماعت سے قبل حضور کو تحریر کئے تھے۔ اور وہ خطوط بھی طلب کئے تھے۔ جو شبنم سرحدی مخرج عبدالرب مخرج و حکیم عبدالعزیز مخرج نے لکھے تھے نیز فخر الدین ملتانی کے متعلق تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ معہ کاغذات متعلقہ بھی طلب کرائی تھی۔ عدالت نے سردست حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے طلب کئے جانے کے سوال کو کھلا چھوڑا تھا۔ اور ان خطوط اور دستاویزات کو طلب کیا تھا۔ اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے نام سمن آیا تھا۔ کہ حضور ان دستاویزات کو عدالت میں بھجوا دیں۔

آج یہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا سرکاری وکیل سرکار کی طرف سے اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سمن کی جواب دہی کے لئے پیش ہوئے۔ صفائی کی طرف سے دو گواہان مفتی کفایت اللہ صاحب دہلی اور مولوی محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ کا بیان ہوا۔ جو اجرائے نبوت اور جھوٹے مدعیان نبوت کے متعلق ان کے خیالات کا اظہار تھا۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے عدالت میں یہ بیان کیا۔ کہ مصری صاحب کے خطوط اور فائل متعلقہ منشی فخر الدین ملتانی نظارت امور عامہ کی تحویل میں ہے اور اگر عدالت کے نزدیک ان کا طلب کیا جانا مناسب اور ضروری ہے۔ تو نظارت امور عامہ کو لکھا جائے۔ دیگر کاغذات کے متعلق یہ بیان کیا گیا۔ کہ وہ قابل التفات نہ تھے۔ اس لئے نظر انداز کر دیئے گئے۔

اس مرحلہ پر سرکار کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا۔ کہ عدالت اس سوال پر بھی غور کرے۔ کہ ان چٹھیوں کا تعلق اس مقدمہ سے کیا ہے۔ اور یہ کہ ملزم ان چٹھیوں سے کیا امر ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی سنا گیا ہے۔ کہ وہ کچھ مستورات بھی پیش کرنا چاہتا ہے۔ بحث و تمحیص کے بعد عدالت نے یہ ضروری خیال کیا۔ کہ ملزم سے اس بارہ میں استفسار کیا جائے۔ کہ وہ یہ شہادت کس غرض سے پیش کر رہا ہے۔ ملزم کی طرف سے بیان کیا گیا۔ کہ اس کا مقصد اس شہادت کے پیش کرنے سے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے کیریکٹر کے متعلق جو گندے الزامات ملزم کی تقریر میں موجود ہیں۔ انہیں ثابت کرنا ہے۔ عدالت نے اس سوال کو نہایت اہم قرار دیتے ہوئے اس شہادت کے جواز یا عدم جواز کے مسئلہ پر غور کرنا ضروری خیال کیا۔ چنانچہ فریقین کے وکلاء کی بحث سماعت ہوئی جو تین بجے تک جاری رہی۔ اور عدالت نے اس مسئلہ کے فیصلہ کے لئے مقدمہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۳۸ء پر ملتوی کر دیا۔ اور اس کے بعد شہادت کی تاریخ مقرر کی جائے گی۔

تحریک جدید کے ماتحت تبلیغ بیرون ہند

سید شاہ محمد صاحب مبلغ تحریک جدید جو ۷ر اگست ۳۸ء کو مقام پوروو کرتو (Poerwokerto) علاقہ ہند چینی میں بھیجے گئے ہیں۔ مورخہ ۱۵ر اگست کو وہاں سے لکھتے ہیں:۔ کہ

پوروو کرتو وسطی جاوا کا مشہور شہر ہے۔ آبادی بیس ہزار کے قریب ہے۔ کافی شہرت رکھتا ہے۔ ضلع کا صدر مقام ہے یہاں عیسائیت کا جال بہت پھیلا ہوا ہے صرف گذشتہ دس سال کے عرصے میں یہاں کے باشندوں میں سے دو ہزار رومن کیتھولک اور دو ہزار سے زیادہ پراٹسٹنٹ ہو گئے ہیں۔ اور کچھ Adventist اور دیگر فرقوں کے عیسائیوں میں شامل ہو گئے ہیں

یہاں کی زبان جاوی ہے۔ اس ملک میں مغربیت کا بہت زور ہے۔ اور اسی وجہ سے عیسائیت کو کامیابی ہو رہی ہے۔ مسلمان مذہب سے تقریباً بالکل ناواقف ہیں۔ بعض خدا تعالیٰ کے منکر ہیں۔ لیکن پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں بعض مسلمان تھیاسوفسٹ ہیں۔ مسلمانوں کے تین چار فرقے ایسے بھی ہیں۔ جو کہ ہند و تمدن کے زیر اثر ہیں۔ اور تناسخ کے قائل ہیں۔

پروو کرتو میں پیغامی بھی ہیں۔ اور اس شہر میں ان کا مرکز ہے۔ ان کی اپنی مسجد بھی ہے انہوں نے ولندیزی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور دیگر لٹریچر بھی شائع کیا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقے میں انہیں خاصی شہرت حاصل ہے۔

سید صاحب نے وہاں درس قرآن جاری کیا ہے درس میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے چھ سات تعلیم یافتہ اور سنجیدہ اشخاص نہایت شوق سے شامل ہوتے ہیں۔ ان میں ایک صاحب انجینئر ہیں۔ جو پہلے عیسائی تھے۔ اب کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کی بیوی مسلمان ہیں شوق سے نمازیں پڑھتی ہیں۔ اور درس میں شامل ہوتی ہیں۔ یہ خاتون یہاں کی ایک زنانہ انجمن کی پریذیڈنٹ بھی ہیں۔ ان درس سننے والوں میں ایک اور صاحب وہاں کے گورنمنٹ ہائی سکول میں سینئر ٹیچر ہیں۔ ان کی اہلیہ بھی درس میں شامل ہوتی ہیں۔ اور درس انہی کے مکان پر ہوتا ہے۔ ان ماسٹر صاحب نے اردو بھی سیکھنی شروع کر دی ہے۔ مقام پوروو کرتو میں ایک مشہور بارسوخ عالم ہیں۔ جو دس بارہ سال مکہ شریف میں بھی رہ چکے ہیں۔ اور اب پوروو کرتو میں نائب قاضی ہیں۔ ان سے سید صاحب نے جو ملاقات کی۔ تو انہوں نے خود فرمائش کی۔ کہ میرے مکان پر تشریف لا کر سورہ نور کی تفسیر بیان فرما دیں۔ چنانچہ سید صاحب گئے۔ اور سوا گھنٹہ تک تقریر کی۔ سامعین نے تقریر کو

(باقی دیکھو صٹ کالم ۴ کے نیچے)

وصیت ع ۵۱۷۲۔ منکہ مرزا ظفر احمد ولد حضرت مرزا شریف احمد صاحب قوم مغل پیشہ اسسٹنٹ عمر پچیس سال بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ تیس مئی ۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

کہ میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری آمد چار سو ستائیس روپے ایک آنہ ماہوار ہے۔ میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ انجمن احمدیہ قادیان کرواتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر میری جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ مرزا ظفر احمد۔ گواہ شد:۔ مرزا منصور احمد۔ گواہ شد:۔ ناصرہ بیگم۔ گواہ شد:۔ مریم صدیقہ۔

ع ۵۱۷۱۔ امۃ الودود بیگم بنت حضرت مرزا شریف احمد صاحب قوم مغل عمر بیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ تیس مئی ۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں۔ مجھے اس وقت دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ اور اس کے بڑھنے پر اس رقم کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ انجمن احمدیہ کرواتی رہوں گی۔ میرے مرنے پر میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ:۔ امۃ الودود۔ گواہ شد:۔ مرزا منصور احمد۔ گواہ شد:۔ مرزا ظفر احمد۔

سلسلہ کی خبریں

بیکاری کو دُور کرنے کے متعلق نظارت امورِ عامہ کا اعلان

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے احکام کے ماتحت احباب کا یہ فرض ہے۔ کہ بیکاری کے دور کرنے کے لئے نظارت ہذا کی مدد کرتے رہیں۔ اگر وہ براہِ راست کسی بے کار کو برسرِ کار لانے کے لئے کوئی جد وجہد نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم یہ تو کریں۔ کہ نظارت کو معلومات بہم پہنچاتے رہیں۔ تا نظارت ان معلومات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بیکاروں کی مدد کر سکے۔ گذشتہ سال بعض احباب نے ایسی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ اور نظارت ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔ کہ ان معلومات کے طفیل اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نظارت نے عرصہ ایک سال میں ۷۵ افراد کے لئے کام مہیا کیا ہے۔ اسلئے احباب معلومات بہم پہنچانے کے سلسلہ کو معمولی نہ سمجھیں۔ میں اعداد و شمار جمع کرا رہا ہوں۔ اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں۔ تو ان ۷۵ کس کی اوسط ماہوار آمدنی -/۱۵۰۰/- کے قریب ہے۔ جو سالانہ -/۱۸۰۰۰/- روپے ہوتی ہے۔ گویا جن دوستوں نے نظارت کو اطلاع دی ہے۔ ان کے ذریعہ جماعت کی مالی قوت میں اٹھارہ ہزار روپیہ کا اضافہ ہؤا ہے۔ اس کے ساتھ اندازہ کریں۔ اگر یہ دوست بیکار رہتے۔ تو وہ قومی سرمایہ میں سے کتنا کم کرتے۔ بغیر اس کے کہ اس میں کسی قسم کا اضافہ ہو کتنے خاندان ہیں۔ جو اس وقت ان کی وجہ سے پرورش پا رہے ہیں۔ بے کاری تو اخلاقی جرائم کے بڑھانے کا بھی موجب ہوتی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کاد الفقر ان یکون کفراً۔ ایک چھوٹے سے چھوٹا نیک عمل خیر کثیر کا موجب ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اس کو نظر انداز کرنا شرِ عظیم کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لئے احباب یہ نہ سمجھیں۔ کہ نظارت ہذا کو بے کاری کے سلسلہ میں کسی قسم کی معلومات کا بہم پہنچانا ایک معمولی سی بات ہے۔ نظارت ہذا اطلاع آنے پر اپنی طرف سے جہاں تک ممکن ہوتا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہے۔ اس وقت نظارت نے مندرجہ ذیل احباب کے لئے کام مہیا کرنا ہے۔

(۱) ایک صاحب جو بہترین ٹیلر ماسٹر ہیں۔ کٹائی سلائی اور ان سے متعلقہ کاموں میں ماہر ہیں۔ مردوں اور عورتوں دونوں کے لباسوں کے مختلف کاٹوں کو اعلےٰ طریقہ پر اور خاطر خواہ تیار کر سکتے ہیں۔ (۲) ایک دوست اعلےٰ درجہ کے موٹر ڈرائیور اور مکینک ہیں۔ M.T. میں ملازم رہ چکے ہیں۔ اور اعلےٰ انگریز حکام کی خوشنودی کے سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہیں۔ آج کل بے کار ہیں۔ (۳) ایک اور موٹر ڈرائیور جو اپنے کام سے خوب واقف ہیں۔ (۴) ایک انڈر گریجوایٹ سٹینو گرافر۔ (۵) کئی میٹرک پاس اور کم قابلیت کے نوجوان فارغ ہیں۔ (۶) کئی مولوی فاضل نوجوان بیکار رہیں۔

بقایا چندوں کے متعلق نظارت بیت المال کا اعلان

بجٹ میں پیش کردہ شمار و اعداد کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ سالانہ بجٹ کے مقابلہ میں سابقہ بقایا جات مرکزی ریکارڈ کے رو سے بہت زیادہ ہیں جماعتوں کے عہدہ داران کو چاہیئے۔ کہ ان بقایوں کو جلد سے جلد وصول کرنے کی پوری کوشش کریں۔ ہاں اگر کوئی رقوم ایسے احباب کے ذمہ ہوں۔ جو کسی دوسری جگہ چلے گئے ہیں۔ یا کسی اور معقول وجہ سے کوئی بقایا جات ناقابل وصول ہو گئے ہوں۔ تو عہدہ داران مقامی کو چاہیئے۔ کہ صحیح وجوہ کو معہ ثبوت یا دلائل پیش کر کے ایسی (ناقابل وصول) رقموں کو اپنے بجٹوں سے خارج کروائیں۔ اس قسم کی درخواستوں کا انتظار ۳۱-۸-۳۸ تک کیا جائیگا۔ اس کے بعد جو بقایا جات رہ جائینگے۔ ان کے ادا کرنے کی ذمہ واری آئندہ ان جماعتوں پر قائم ہو جائے گی۔ اور پھر کوئی عذر قابل پذیرائی نہ ہوگا۔

جوبلی فنڈ کیا ہے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے فرماتے ہیں۔ کہ خلافت ثانیہ جوبلی فنڈ کو کامیاب بنانا ایک نہایت اہم دینی فرض ہے۔ جو اس دوہرے جذبہ پر مبنی ہے۔ کہ خدا کی گذشتہ نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اور آئندہ کے لئے اسکی بیش از پیش خدمت کا عہد باندھا جائے خلافت جوبلی کیا ہے؟ یہی کہ اے خدا جو فضل تو نے ہم پر نبوت و خلافت جیسی عظیم الشان نعمتوں کے ذریعہ کیا ہے۔ جس میں سے نبوت پر پچاس سال پورے ہو رہے ہیں۔ اور خلافت ثانیہ پر پچیس سال۔ تو ہمیں ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔ اور وہ تحفۂ شکر اس رنگ میں قبول فرما۔ کہ ہم اس موقعہ پر تیرے سلسلہ کی خدمت کے لئے آئندہ کے واسطے ایک مضبوط فنڈ قائم کر دیں۔ یہ ایک اسی قسم کا دینی مظاہرہ ہے۔ جس طرح ہفتہ کے سات دنوں کی نمازوں کے بعد جمعہ آتا ہے۔ یا رمضان کے روزوں کے بعد عید الفطر آتی ہے۔ یا حج کے بعد عید الاضحیٰ آتی ہے۔ کیونکہ مومن کی خوشی اور مومن کا شکر یہ بھی عبادت کی صورت میں ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں دین کی خدمت کا ایک بھاری ذریعہ مالی قربانی ہے پس ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اس موقعہ پر زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کر کے یہ ثابت کر دیں۔ کہ ہم اپنی سابقہ قربانیوں پر حقیقۃً خوش ہیں۔ اور اس راستہ میں ترقی کرنے میں ہی اپنی خوشی اور سعادت پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے حالات قلمبند کرنیکا کام

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا یہ تاکیدی ارشاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام سے حضور کے حالات اور ملفوظات قلمبند کر لئے جائیں۔ اس مبارک کام کے متعلق اخبار میں متعدد اعلانات کئے گئے ہیں۔ جس پر احباب نے حضور علیہ السلام کے حالات اور واقعات تحریر کئے ہیں۔ لیکن ابھی بہت سے اصحاب ایسے ہیں۔ جن کی طرف سے یہ حالات اور روایات موصول نہیں ہوئیں۔ اس کے متعلق ہر ایک جماعت کے عہدیدار توجہ کریں۔ اور ان کی جماعت میں جو بھی ایسے صحابی موجود ہوں۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات یا ملفوظات معلوم ہوں۔ ان سے لکھوا کر یا خود لکھ کر دفتر ہذا میں روانہ کریں۔

اسی طرح آج کل موسمی تعطیلات کی وجہ سے اساتذہ اور طلباء باہر گئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی اس مبارک کام کے متعلق سعی کریں۔ اور حضور کے صحابہ سے آپ کے حالات قلمبند کروا کر دفتر ہذا میں روانہ فرمائیں۔

(ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

چندہ نہ دینے والوں کا جماعت سے اخراج

ناظر صاحب بیت المال اعلان کرتے ہیں۔ کہ مجلس مشاورت منعقدہ ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ جن لوگوں کی طرف سے متواتر عرصہ تک چندہ وصول نہ ہو۔ ان کی رپورٹ فوراً مرکز میں کی جائے۔ لیکن مرکز میں رپورٹ کرنے سے ایک ماہ پیشتر افراد متعلقہ کو امیر یا پریذیڈنٹ صاحب جماعت باقاعدہ نوٹس دیں۔ اگر پھر بھی وہ اپنی اصلاح نہ کریں۔ تو مقامی جماعت میں ان کا معاملہ پیش کر کے تعزیری کارروائی کے لئے مرکز میں رپورٹ کی جائے۔ چنانچہ اس فیصلہ کی تعمیل میں چار جماعتوں کی طرف سے رپورٹیں موصول ہونے پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے سترہ اصحاب کو جماعت سے خارج کر دیا گیا ہے۔ یعنی

ضلع سیالکوٹ کے	۴
،، گجرات ،،	۹
علاقہ کشمیر	۴
کل =	۱۷

دیگر جماعتوں کو بھی چاہیئے۔ کہ اگر ان میں بھی کوئی چندہ کے تارک اور نادہند ہوں۔ اور باوجود جماعت کی کوشش کے اصلاح نہ کریں۔ تو ان کو ایک ماہ کا نوٹس بطور اتمام حجت دے کر اور ان کا معاملہ مقامی جماعت میں پیش کر کے تعزیری کارروائی کے لئے نظارت بیت المال میں بھجوا دیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں کا وجود جنہوں نے احمدیت میں داخل ہو کر اپنی ذمہ واری کو ہی نہیں سمجھا۔ اپنے لئے اور جماعت کے لئے کوئی فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔

روس اور جاپان کا تصادم

معاصر "دولۂ جدید" رقمطراز ہے۔ کہ مانچوکو اور روس کی سرحد پر جاپانی اور روسی افواج کے دستوں میں جو تصادم ہؤا تھا۔ اسے ایک "مقامی حادثہ" قرار دیئے جانے کے باوجود اس کے اثرات روز بروز وسیع ہو رہے ہیں۔ ہر دو ممالک کے مراکز میں اس تصادم کے متعلق جو اضطراب پایا جاتا ہے۔ وہ ایک "مقامی حادثہ" کی نوعیت کے واقعات کا آئینہ دار نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اگرچہ روس کسی مناسب موقعہ پر جاپان پر ایک کمر توڑ حملہ کرنے کا مشتاق ضرور ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس کے خیال میں یہ موقعہ ابھی نہیں آیا۔ تاہم موجودہ تصادم کے وقت وہ ایسے ناسازگار حالات میں محصور نہیں۔ جن میں جاپان محصور ہے۔ جاپانی مدبرین اور جاپانی جنگی افسر دنیا کے سامنے موجودہ جنگ چین و جاپان کو اپنے لئے خواہ کیسا ہی معمولی واقعہ ظاہر کریں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک بوجھ اٹھا لیا ہے۔ جس سے وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اور ایسا لقمہ توڑ لیا ہے۔ جسے وہ چبا نہیں سکتے اندریں حالات اگر انہیں روس جیسے زبردست دشمن کے ساتھ بھی مقابلہ کرنا پڑ جائے تو ان کے لئے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جاپانی جو ہر موقعہ پر کشت و بگیر و بزن کے نعرہ ہائے جنگی کے مشتاق ہیں۔ موجودہ تصادم میں روس کے ساتھ نہایت ہی صلح آمیز رویہ دکھا رہے ہیں۔ روس بھی جاپان کی اس مشکل کو خوب سمجھتا ہے۔ اور اس نے بھی اپنے مطالبات پر استقلال اختیار کیا ہے۔ اور جاپانی مصالحت کی شرائط کو نامنظور کر دیا ہے۔ اندریں حالات اگر روس نے جاپان کو حد سے زیادہ مجبور نہ کر دیا۔ تو وہ مصلحت وقت کے پیش نظر یہی کوشش کرے گا۔ کہ بھیگی بلی بن کر وقت گذاری کرے۔

رعایا چین پر جاپانیوں کی بمباری

جوں جوں جاپانی فوجوں کو چینی فوجوں کے ہاتھوں پریشانیاں اٹھانی پڑی ہیں۔ اور گوریلا جنگ کے نتیجے میں ان کے کئی فتح کئے ہوئے علاقے ان کے ہاتھ سے نکل کر چینیوں کے ہاتھ چلے گئے ہیں۔ جاپانی جھلا کر اس کا بدلہ چین کی غیر مصافی آبادی سے لے رہے ہیں۔ اور شہروں کے بے پناہ باشندوں۔ مرد عورت۔ بیمار۔ بچے اور بوڑھوں پر بم باری کر کے انہیں تباہ کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے چین کا شہر کینٹن غالباً سب سے زیادہ بدنصیب ہے۔ جس پر آغاز جنگ سے اب تک ہوائی جہازوں کے درجنوں حملے ہو چکے ہیں۔ جن میں ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا تباہ ہو رہی ہے۔

حال ہی میں ۹ر اگست کو جاپانی ہوائی جہازوں نے جو حملہ کیا۔ اس کے نتیجے میں ایک سو شہری ہلاک اور ۱۵۹ زخمی ہوئے ان حالات کے پیش نظر کینٹن کے باشندوں کی زندگی ہمیشہ کے لئے معرض خطر میں ہے۔ چنانچہ مارشل چیانگ کائی شیک چینی کمانڈر اعظم نے حکم دیا ہے۔ کہ کینٹن کے باشندے شہر کو چھوڑ دیں گے۔ اس حکم کے ماتحت تین لاکھ باشندے ہجرت کر چکے ہیں۔

ہمارے لئے یورپ کی مہذب طاقتوں کا رویہ بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ کہ وہ زبانی طور پر تو بے پناہ اور نہتے باشندوں پر بم باری کے فعل کو صاف وحشیانہ قرار دیتے نہیں تھکتے۔ لیکن اس وحشیانہ فعل کو روکنے کے لئے عملی طور پر کسی کارروائی کرنے کا نام تک نہیں لیتے۔ نتیجہ یہ ہؤا ہے۔ کہ غاصب دشمنوں کو مخلوق خدا کے تباہ کرنے کا خوب موقعہ مل رہا ہے۔ اور یہ مہذب سلطنتیں چپ چاپ بیٹھی ان مظالم کو دیکھ رہی ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی میں وائس چانسلر مسلمان ہونا چاہیئے

پنجاب یونیورسٹی کے متعلق مسلمانانِ پنجاب کو مختلف قسم کی جو شکایات ہیں ان کے اسباب میں سے یونیورسٹی سنڈیکیٹ میں مسلمان ممبروں کے تناسب کی کمی۔ وائس چانسلر کے عہدہ پر غیر مسلموں کا متواتر تقرر اور یونیورسٹی کی ملازمتوں میں عدم تناسب بیان کئے جاتے ہیں۔

ان تمام شکایات کے دفعیہ کی بہترین اور انسب صورت یہ ہے۔ کہ یونیورسٹی میں جب کبھی تازہ تقرریوں کا موقعہ پیش آئے۔ مسلمانوں کی حق تلفی کا ازالہ کرنے اور ان کا تناسب پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ ارباب یونیورسٹی کے سامنے آج کل وائس چانسلر کے تقرر کا مسئلہ درپیش ہے۔ بیان کردہ حالات کے پیش نظر یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ اس عہدہ پر کسی پنجابی مسلمان کو جو اس عہدہ کے لئے قابل اور موزوں ہو۔ مقرر کیا جائے۔ تاکہ وائس چانسلری کے عہدہ کے متعلق مسلمانان پنجاب کو ایک عرصہ سے جو شکایت ہے۔ وہ دور ہو جائے۔

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سکرٹری مسٹر عبد السلام خورشید نے جو بیان اخبار "زمیندار" میں شائع کرایا ہے۔ اس میں بھی محولہ بالا جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ حکومت کے ارباب لبت و کشاد اس بارے میں مسلمانوں کی شکایات پر توجہ دیں گے۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت پر

ایک مصری سیاح کا تبصرہ

اخبار الاہرام قاہرہ میں یحییٰ فاروق منجولی۔ دیار مغرب نے ہندوستان کے متعلق حسب ذیل خیالات ظاہر کئے ہیں:-

دس ہفتے کے مختصر قیام کے بعد میں اس بات کا حق دار نہیں۔ کہ اس وسیع ملک کے باشندوں کی نسبت کوئی قطعی رائے ظاہر کروں۔ لیکن ہندوستانی مسلمانوں نے مجھے ایک بھائی کی طرح اپنی سوسائٹی کی آغوش محبت میں لے لیا۔ اور ان کی اخوت اسلامی نے مجھے اس اجنبی ملک میں بالکل اجنبیت محسوس نہیں ہونے دی۔ لاریب ہندوستانی مسلمانوں میں حمیت مذہبی اور غیرت اسلامی بہت زیادہ ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ عیوب جو ہمارے یہاں کے لیڈروں میں نظر آتے ہیں۔ مسلمانانِ ہند کے لیڈروں میں بھی نمایاں ہیں۔ ہندوستان کے لیڈر نہایت خود غرض اور طامع ہیں۔ خلوص ایثار کا ان میں نام نہیں۔ اور نہ قومی درد رکھتے ہیں۔ لیڈروں کی عام ذہنیت نے عوام میں حوصلہ مندی باقی نہیں رہنے دی۔ ہندوستان میں سب سے پہلا شہر جو ص۲

کافر گر مولوی اور واعظ

کسی نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ فتحپور میں ایک ایسے واعظ تشریف لائے۔ کہ انہوں نے اپنے وعظ میں لیڈروں کو نام بنام گالیاں دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ غیر معمولی ناراضگی پھیلی۔ اور آثار بُرے نظر آئے۔ مگر چونکہ مولانا جلد تشریف لے گئے۔ اس لئے معاملہ دب گیا۔ میری رائے میں ایسے واعظین اور مقررین کو خواہ وہ کسی قوم اور فرقہ کے ہوں۔ عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ میں نے ایک دیہات کے مسلمانوں کو یہ گر بتا دیا تھا۔ کہ تم کو اگر کوئی مولوی وعظ سنائے۔ سنو اگر نماز روزہ کی ہدایت کرے۔ سنو۔ اور مانو اگر وہ چوری۔ بدکاری۔ نشہ بازی۔ جؤا کو برا بتائے۔ تو اس کے سامنے گردن ڈال دو۔ لیکن اگر وہ اپنے وعظ میں کسی کو کافر اور کسی کو مشرک اور کسی کو دوزخی کہنا شروع کرے۔ تو سمجھ لو۔ کہ یہ شیطان کا ایجنٹ ہے۔ اور مار کر نکال دو۔ بس تمہاری اسی میں خیر ہے۔ ورنہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔ (دلچسپ فتحپور)

جماعت احمدیہ کے رشتے ناطے

ناظر صاحب امور عامہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ اسوقت شعبہ رشتہ ناطہ کو یہ دقت پیش آ رہی ہے۔ کہ لڑکیوں (اعلےٰ تعلیم یافتہ معزز گھرانوں کی) کے کوائف تو ہمارے ہاں درج ہیں۔ مگر لائق لڑکوں کے کوائف سے دفتر ہذا کو کوئی اطلاع نہیں دی جاتی۔ اور ان کے رشتوں کا انتظام اپنے اپنے گھروں میں ہی کر لیا جاتا ہے۔ اندریں حالات ضروری ہے کہ آپ مکمل فہرست لڑکوں اور لڑکیوں کی اپنی اپنی جماعت کی طرف سے نظارت ہذا کو پندرہ دن کے اندر اندر بھجوائیں... تاکہ رشتہ ناطہ کے معاملات کے متعلق جو دقتیں نظارت ہذا شعبہ رشتہ ناطہ کو اسوقت تک درپیش ہیں۔ وہ آسانی سے دور ہو سکیں۔

ص۲ میں نے دیکھا۔ وہ بمبئی تھا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ شہر ہندوستان کی تجارت کا مرکز ہے۔ اور ساری تجارت کا مرکز ہے۔ اور ساری تجارت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ مگر مجھے جو نظر آیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ اس وقت ساری تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ اور ان میں بیداری حوصلہ مندی اور شوقِ حکومت بھی موجود ہے

بمبئی کے عام مسلمان نہایت سست پست ہمت اور بد اخلاق واقع ہوئے ہیں۔ سڑکوں پر لڑنے جھگڑنے اور گالیاں بکنے والے زیادہ تر مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ اور میں نے سنا ہے۔ کہ جرائم بھی

زیادہ تر یہی لوگ کرتے ہیں۔

تماشہ گاہوں یعنی گھوڑ دوڑ۔ سینما اور تھیٹر میں عام مسلمان بالعموم زرق برق کپڑے پہنے۔ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے یا غیر مہذب مذاق کرتے نظر آئیں گے۔ وہ متانت اور سنجیدگی جو شعار اسلام میں داخل ہے۔ رفو چکر ہو گئی ہے۔

مسلمانانِ ہند میں اب تک جنگی اسپرٹ موجود ہے۔ مگر افسوس کہ اس سے کوئی فائدہ اٹھانے والا نہیں ہے۔ ان کے قائد اور لیڈر اپنی لیڈری کی شان جانے میں اس قدر منہمک رہتے ہیں۔ کہ وہ عوام کے مذہبی جوش یا جنگی اسپرٹ کو صحیح راستہ پر لگانے کی فرصت ہی نہیں پاتے۔ ان کی بے حسی یا بے سمجھی کا اس سے بڑھ کر مظاہرہ کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اگرچہ خلافت ختم بھی ہو گئی۔ مگر ہندوستان کے مسلمانوں میں خلافت کی تحریک اب بھی پوری سرگرمی سے جاری ہے۔ خلافت ہاؤس بھی ہے۔ خلافت کمیٹی بھی ہے۔ اور خلافت والنٹیر بھی ہیں۔ جو اس خلافت عثمانیہ کے تحفظ کے لئے مقرر ہیں۔ جس کو تقریباً بیس برس ہوئے کہ دستبردِ زمانہ نے ختم کر دیا ہے یہ خلافت والنٹیر اسی طرح نمائش کے لئے ہیں۔ جس طرح کہ مصر میں بینڈ بجانے والے زرق برق وردیاں پہن کر نکلتے ہیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی مذہبی اسپرٹ نمائشی حیثیت رکھتی ہے۔ مذہب کو وہ بطور نمائش کے استعمال کرتے ہیں۔ اور فضول جھگڑوں پر اپنا وقت اور اپنی جانیں صرف کر رہے ہیں۔ بمبئی کے قریب کسی مسجد کے پاس ایک غیر اسلامی معبد بنا۔ اور سارے بمبئی کے مسلمان بے چین تھے۔ کہ غیر مسلم اس معبد میں عبادت کرنے نہ جائیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ مذہب کو انہوں نے ایک نمائشی چیز بنا رکھا ہے۔ جو ملاؤں کے ہاتھ میں ایک کھلونا بن گیا ہے۔

جو حالت طنجہ یا الجیریا کے ہوٹلوں میں مسلمان قلیوں کی نظر آتی ہے۔ کہ وہ فرانسیسی لوگوں کی خوشنودی کے لئے ہر قسم کی ذلیل حرکات کرنے کو تیار ہیں۔ قریب قریب وہی حالت میں نے ہندوستان کے مسلمانوں کی دیکھی ہے۔ وہ روپیہ کے لئے ہر قسم کی ذلیل حرکات کرنے کو تیار رہتے ہیں۔

ہمارے ہم وطن بھائیوں کی طرح وہ ہر بات کو قسمت کے حوالے کرتے ہیں۔ اور اس غلط فہمی میں گرفتار ہیں۔ کہ ان کی ذلت و خواری خداوند عالم کی طرف سے ہے۔ اور ان کے ہاتھوں کی کمائی نہیں۔

ہندوستان کے مسلمان نوجوانوں میں تعلیم بہت کم ہے۔ لیکن جو تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ ان میں کوئی مذہبی جوش نہیں ہے۔ کیونکہ فرنگی حکومت مذہبی تعلیم سے کنارہ کشی کرتی ہے۔ اور محبانِ ملت مذہبی تعلیم کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے نہیں ہیں۔ سارے ہندوستان میں جو ایک برّاعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ صرف تین قومی مدرسے ہیں۔ ایک دہلی میں۔ دوسرا دیوبند میں۔ تیسرا علیگڑھ میں۔ بمبئی میں مجھے امید دلائی گئی تھی۔ کہ اندرون ملک کے مسلمانوں میں قومی اسپرٹ بہت نمایاں ہے۔ لیکن میں نے سارا ہندوستان گھوما۔ مگر مجھے کہیں بھی مسلمانوں میں بیداری۔ ہوشیاری یا قومی اسپرٹ نہ دکھائی دی۔ اور ہر جگہ میں نے کاہلی سستی یا قوم پرستی کا دور دورہ دیکھا۔ بعض جگہ تو جہالت اور بے حسی کا یہ عالم دیکھا۔ کہ مسلمان یا تو آپس ہی میں لڑتے بھڑتے ہیں۔ اور اپنی ہمسایہ اقوام سے مصروفِ پیکار ہیں۔

مسلمان لیڈروں کی حالت میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ کہ کسی کے دل میں قومی درد نہیں ہے۔ ہر شخص اپنا ذاتی مطلب نکالنے کا خواہشمند اور اپنے رقیب یا حریف سے جو مسلمان ہی ہوتا ہے لڑنے پر کمربستہ ہے۔

مجھے اس بات کا نہایت ہی افسوسناک تماشا دہلی میں نظر آیا تھا۔ جہاں میں دو مولویوں سے ملا۔ جو اخبار نویسی بھی کرتے ہیں۔ اور لیڈری بھی کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں۔ اور اپنا زیادہ وقت ایک دوسرے کو بدنام کرنے میں صرف کر رہے ہیں۔ میں جب تک ان کے پاس بیٹھا رہا۔ ان کی لن ترانی سن سن کر افسوس کرتا رہا۔

مسجد اقصٰے کا حادثہ

۱۵ر جولائی کو نماز جمعہ کے وقت بیت المقدس پر فوجی قبضہ کر لیا گیا۔ اور اعراب نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد اقصیٰ میں جانے والے تھے۔ ان کا ایک طرح سے فوجی محاصرہ کر لیا گیا تھا۔ شہر میں کثرت سے فوج متعین کر دی گئی۔ تمام راستوں کو بند کر دیا گیا۔ سڑکوں پر بجلی کے تار لگا کر راستے مسدود کر دیئے گئے۔ شہر کے اندر اور باہر آئند و روند کی تلاشی کے لئے سپاہی مقرر کر دیئے گئے۔ مسجد کی چھت پر مشین گنیں نصب کر دی گئی تھیں۔ جو عرب شہر میں داخل ہوتے۔ ان سے اسلحہ لاٹھیاں اور ہر قسم کی قابل اعتراض اشیاء لے لی جاتی تھیں۔ جب ایک بجے لوگ مسجد سے نکلے۔ تو ان کے لئے صرف باب خلیل کا راستہ کھلا تھا۔ جو شوق الخضر کی طرف جاتا ہے۔ اور جہاں پر عربوں کا بڑا اجتماع تھا۔ اسی موقع پر ایک بڑا بم گرا۔ اور زور سے پھٹا۔ جس سے پندرہ مسلمان مر گئے۔ اور ۷۵ زخمی ہوئے۔

دیسی طبیبوں کے طریق علاج کے متعلق کمیٹی کا تقرر

پنجاب میں دیسی طبابت جس طریق پر رائج ہے۔ اس کو بہتر اور باقاعدہ بنانے کے متعلق حکومت پنجاب نے جو فیصلہ کیا تھا۔ اس کے مطابق حکومت مذکور نے اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو آٹھ ممبروں پر مشتمل ہو گی۔ انسپکٹر جنرل سول ہسپتالات پنجاب کمیٹی مذکور کے صدر ہوں گے۔ کمیٹی مندرجہ ذیل امور کے متعلق تحقیقات کرے گی۔

(الف) دیسی طریق پر علاج کرنے والوں کا باقاعدہ رجسٹر رکھنے کے لئے کیا تدابیر (اگر کوئی ہوں) اختیار کی جا سکتی ہیں۔

(ب) متذکرہ بالا طریق پر علاج کرنے والوں کی طبی تعلیم کے متعلق کسی قانون کی ضرورت ہے اگر ہے۔ تو اس قانون کی نوعیت کیا ہو۔

صاحب صدر کے علاوہ چار ہندو اور چار مسلمان اصحاب کمیٹی مذکور کے ممبر ہوں گے۔

چیدہ خبریں

سرگودھا۔ ۱۴ر اگست۔ چھ سات ڈاکوؤں نے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ بندوقوں پستولوں اور لاٹھیوں سے مسلح ہو کر ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں ڈیرہ پر حملہ کیا۔ لیکن اہل دِہ نے بڑی بہادری کے ساتھ ان کو معہ سامان کے گرفتار کر لیا۔ ڈاکو کوٹ مومن تحصیل بھلوال کے رہنے والے ہیں۔ اور نہایت خطرناک لوگ ہیں۔

بنوں۔ ۱۵ر اگست۔ کل بعد دوپہر ایک مسجد میں جو ۲۳ر جولائی کے ہنگامہ کے بعد بند پڑی تھی۔ بم پھٹ گیا۔ ایک ۲۵ سالہ نوجوان موقعہ واردات پر زخمی پایا گیا۔ جو بیان دینے کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کا ایک دوسرا ساتھی جو بم پھٹنے کے بعد بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گرفتار کر لیا گیا۔ شہر کی عام حالت تسلی بخش ہے۔ بنوں اس وقت ایک قلعہ کی حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے۔ جس کی دیواروں پر ہتھیار بند سپاہی متعین ہیں۔ شہر کے دروازوں پر فوج کا پہرہ ہے۔

پشاور۔ ۱۶ر اگست۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت سرحد نے مظلومین بنوں کے لئے بیس ہزار روپیہ کی امداد منظور کی ہے۔

ٹوکیو۔ ۱۶ر اگست۔ حکومت جاپان نے چین کو "ہمیشہ کے تہس نہس" کرنے کے لئے اپنے تمام وسائل اور سامان کو جنگ پر لگا دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

اجمیر۔ ۱۳ر اگست۔ کشن گڑھ کے علاقہ کے ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو رشوت ستانی کے جرم میں چھ ماہ سخت کی سزا دی گئی ہے۔

لنڈن۔ ۱۵ر اگست۔ حکومت برطانیہ ہسپانیہ کی خانہ جنگی ختم کرانے کے لئے ایک نیا کمیشن بھیج رہی ہے۔ جو فریقین کو جنگ ختم کرنے کی تلقین کرے گا۔

شنگھائی۔ ۱۶ر اگست۔ آج جاپان کے پچاس ہوائی جہازوں نے ہنکاؤ اور اس کے دو قریبی دیہاتوں پر بے پناہ بم باری کی۔ جس کے نتیجہ میں اسی چینی ہلاک اور دو سو زخمی ہوئے۔ شمالی چین میں چینی افواج جاپان کا زبردست مقابلہ کر رہی ہیں۔

کلکتہ ۱۶ر اگست۔ ہندو مسلم اتحاد کے سلسلے میں ۱۹۳۸ء میں مسٹر جناح اور مسٹر سوبھاس چندر بوس کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی تھی۔ وہ شائع کر دی گئی ہے۔

کلکتہ ۱۷ر اگست۔ بنگال کونسل نے مخالف پارٹی کی یہ تجویز نامنظور کر دی۔ کہ سرکاری خطابات دینے کا سلسلہ ترک کر دیا جائے۔

لاہور۔ ۱۷ر اگست۔ ضلع اٹک کے ایک نمبردار سلطان محمود کو ۱۴۶ روپے مالیہ غبن کرنے کے جرم میں چھ ماہ قید اور جرمانہ کی سزا کا حکم دیا گیا سشن جج اٹک نے یہ قرار دے کر کہ نمبردار ٹرسٹی نہیں۔ سزا سے بری کر دیا۔ اور قرار دیا۔ کہ اس کے خلاف دیوانی دعوےٰ ہو سکتا ہے۔ حکومت نے سشن جج کے اس فیصلے کے خلاف ہائیکورٹ میں اپیل کی۔ ہائیکورٹ نے سشن جج کے فیصلے کو منسوخ کر دیا۔ اور قرار دیا۔ کہ اس فیصلے سے حکومت

وصیتیں

ع ۵۱۵۳ - ۔ یؔ ارشاد بیگم زوجہ سید محمدؐ اقبال شاہ صاحب قوم قریشی عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی ساکن نیروبی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج تباریخ ۱۹ر جون ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی قیمتی تقریباً تین ہزار شلنگ۔ اور حق مہر میں سے اس وقت صرف -/۱۲۴ شلنگ بذمہ میرے خاوند ہیں۔ باقی کی رقم زیور کی صورت میں ادا کر دی گئی ہے۔ جس کا ذکر اوپر کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس وقت میرے پاس -/-/۱۵۰ شلنگ نقد بھی ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد نہیں ہے۔ میں مذکورہ بالا تمام جائیداد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

نیز اس کے علاوہ اگر بوقت وفات میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۸ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

العبد:۔ دستخط موصیہ ارشاد بیگم۔ گواہ شد:۔ محمدؐ اقبال شاہ خاوند موصیہ نیروبی۔ گواہ شد:۔ ملک محمدؐ عثمان نیروبی۔ گواہ شد:۔ محمدؐ اکرام خاں غوری سکرٹری وصایا۔

ع ۵۱۴۶ - ۔ منکہ رشیدہ خاتون بنت صوفی مولابخش صاحب مرحوم قوم شیخ عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی ساکن لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج تباریخ ۵/۳۸/۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت صرف زیور قیمتی دو صد روپیہ ہے۔ جس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ زیور اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ اور اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی جائیداد نہیں۔ اور نہ میرا کوئی آمدنی کا ذریعہ ہے۔ میں اپنے بڑے بھائی شیخ محمدؐ مبارک صاحب کے پاس رہتی ہوں۔ اور اگر میری کوئی اور جائیداد بوقت وفات ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ رشیدہ خاتون۔ گواہ شد:۔ کرامت خاتون موصیہ۔ گواہ شد:۔ امۃ الرحیم بنت عبد الرحمٰن صاحب کاغانی مرحوم۔ گواہ شد:۔ سلیم اللہ عربی مدرس ایم۔ بی ہائی سکول اوکاڑہ۔ بہنوئی موصیہ۔

ع ۵۱۷۶ - ۔ منکہ رقیہ بیگم زوجہ سید بشیر احمدؐ قوم سید عمر ۱۸½ سال تاریخ بیعت بچپن میں بیعت کی۔ ساکن پنجموڑیاں ڈاکخانہ کھاریاں ضلع گجرات حال کوٹڑی سندھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج تباریخ ۱۵ ۶/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میں اپنے حق مہر -/-/۴۰۰ روپیہ جو کہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرا زیور ایک جوڑا کانوں کی ڈنڈیاں سونے کی ہیں۔ جن کا وزن اڑھائی تولہ ہے۔ قیمت اندازاً -/-/۸۵ روپے ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی جائیداد یا ایسی رقم کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد:۔ رقیہ بیگم زوجہ سید بشیر احمدؐ۔ گواہ شد:۔ سید بشیر احمدؐ خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ گل حسن شاہ بقلم خود برج ورکس سندھ۔

ع ۵۱۷۹ - ۔ منکہ فتح محمدؐ ولد عمردین قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر چالیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج تباریخ ۱۰ ۷/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری اس وقت جائیداد کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/-/۳۷ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا فتح محمدؐ کوٹڑی سندھ۔ برج ورکس۔ گواہ شد:۔ بشیر احمدؐ کوٹڑی سندھ۔ گواہ شد:۔ عبد الحمید سکنہ دیولانوالہ ریاست کپورتھلہ حال کوٹڑی سندھ۔

ع ۵۱۷۸ - ۔ منکہ غلام محمدؐ ولد عزیز قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر پچیس ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن میانی باقرپور ڈاکخانہ ڈھلواں ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج تباریخ ۲۶ ۶/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد چونتیس روپے (-/-/۳۴ روپے) ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ غلام محمدؐ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ سید بشیر احمدؐ برج ورکس کوٹڑی سندھ گواہ شد:۔ شیخ فیض اللہ حال کوٹڑی سندھ۔

ع ۵۱۸۳ - ۔ منکہ دوست محمدؐ ولد چودھری نبی بخش قوم ڈوگر پیشہ ملازمت و زمیندارہ عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن اجمیر ڈاکخانہ دسوہہ ضلع ہوشیارپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج تباریخ ۲۱ ۵/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ تین کوٹھے جس میں میں واحد مالک ہوں۔ جس کا رقبہ مع اگلی سفیدہ زمین تخمیناً دس مرلے ہے۔ جس کی قیمت تخمیناً اڑھائی سو روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ زرعی زمین چار گھماؤں ۱۶ مرلہ کا میں واحد مالک ہوں۔ جس کی قیمت -/-/۶۶۰ روپیہ ہے۔ اور اس وقت میری ماہوار آمدنی -/-/۱۴ روپے ہے۔ لہذا اس جائیداد متذکرہ بالا اور ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد بعد وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ اس جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ اسکو مجرا دیا جاوے۔

العبد:۔ دوست محمدؐ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عمر خطاب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ صدر شاہ پور۔ گواہ شد:۔ راجہ محمدؐ نواز خاں انسپکٹر آف ٹیکس شاہ پور صدر۔

ع ۵۱۸۰ - ۔ منکہ محمدؐ الدین ولد عبد الغفار قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر قریباً چالیس سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۲۳ء ساکن قادیان محلہ دارالبرکات ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج تباریخ ۱۰ ۷/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت جائیداد ایک قطعہ زمین دس مرلے واقعہ محلہ دارالبرکات قادیان ہے۔ جس کی کل قیمت -/-/۲۰۰ روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت -/-/۳۴ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا محمدؐ الدین برج ورکس کوٹڑی سندھ۔ گواہ شد:۔ سید بشیر احمدؐ برج ورکس کوٹڑی سندھ گواہ شد:۔ عبد المجید برج ورکس کوٹڑی سندھ۔

درخواست۔ فاروق کی اشاعت بڑھانا اور اسکے لئے نئے خریدار پیدا کرنا ہر ایک احمدی کا جو فاروق کو پڑھتا ہے۔ قومی فرض ہے۔ مینیجر

د اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر چھپکر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا۔